



معارفِ کنز الایمان

یٰس اختر مصباحی

صلی اللہ علیہ وسلم

یا رسول اللہ

رضوی کتاب گھر، مٹیا محل جامع مسجد دہلی

محمد حنیف رضوی ابن ... نقارچی
درگاہ حضرت کریم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ
جامع مسجد بیجاپور ۵۸۶۱۰۴

معارفِ کنز الایمان

۱ نومبر ۲۰۰۵ء بروز چہارشنبہ

یٰسٓ اخترِ مصباحی

بانی و مہتمم دار القلم دہلی و رکن المجمع الاسلامی مبارک پور



زیرِ اہتمام

دارُ القلم دہلی



رابطہ کا پتہ

رضوی کتاب گھر، ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

فون: ۳۲۸۳۱۸۲

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

سلسلہ مطبوعات نمبر

نام کتاب	تعارفِ کنزالایمان
مؤلف	یٰسٓ اختر مصباحی
زیرِ اہتمام	دارالقلم دہلی
طبع اول	۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء
صفحات	۷۲
قیمت	
مطبع	
ناشر	رضوی کتاب گھر۔ ۴۲۳، مٹیا محل جامع مسجد۔ دہلی ۱۱۰۰۰۶ فون: ۳۲۸۳۱۸۲

زیرِ اہتمام

دارالقلم دہلی

رابطہ کا پتہ

رضوی کتاب گھر۔ ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

فون: ۳۲۸۳۱۸۲

فہرست

فاتحۃ الکتاب

قرآن حکیم کے اردو تراجم میں امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ (ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔ وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کا ترجمۂ قرآن موسوم بہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ) اپنے لفظی و معنوی محاسن و معارف کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام کا حامل ہے۔ اور اسے مقبولیت و شہرتِ روز افزوں کا قابل رشک اعزاز بھی حاصل ہو چکا ہے۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت صرف دہلی کے دس ناشرین مسلسل اس کی طباعت و اشاعت میں مصروف ہیں اور شائقین تک اسے پہنچانے اور ان کی مانگ پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

معارف کنز الایمان کے مختلف گوشوں پر لکھے گئے میرے چند مضامین و مقالات کا یہ مختصر مجموعہ حاضرِ خدمت ہے جسے متعدد مواقع پر سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض آیات اور ان کے تراجم کی ان میں تکرار ہوگئی ہے، لیکن انہیں ہم نے اس مقصد کے پیشِ نظر باقی رکھا ہے کہ اصحابِ ذوق ان سے قند مکرر کا مزہ لے سکیں۔

فہمِ کتاب و سنت اور تدبرِ قرآن و حدیث کے اُردو قالب کا نام ہے کنز الایمان جس کے کچھ نمونے آپ کو معارفِ کنز الایمان میں بھی نظر آئیں گے۔ اوراق الٹتے جایئے اور اپنے دیدہ و دل کو روشن و منور کرتے جایئے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

چہار شنبہ ۲۴ رجمادی الثانی ۱۴۱۲ھ
یکم جنوری ۱۹۹۲ء

یٰسٓ اختر مصباحی
بانی و مہتمم دار القلم دہلی

تفسیر و ترجمۂ قرآن

اصل موضوع پر کچھ عرض کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ تفسیر قرآن سے متعلق چند ابتدائی معلومات ذہن نشین کرلی جائیں اور مفسرِ قرآن کے لئے جن آداب و شرائط کی ضرورت ہے انہیں بھی پیشِ نظر رکھا جائے تاکہ ترجمۂ قرآن کی اہمیت سمجھنے اور مترجم قرآن کی حیثیت متعین کرنے میں ہمیں سہولت اور آسانی میسر آسکے۔ اور ہمارا تقابلی مطالعہ علم و بصیرت اور اعتدال و توازن کا صحیح آئینہ دار ثابت ہو سکے۔

علومِ قرآن کے موضوع پر لکھی گئی ایک اہم کتاب "الاتقان"، جو علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی گرانقدر اور مشہور روزگار تصنیف ہے، اس میں تفسیر کا لغوی معنی "کشف و بیان" بتلایا گیا ہے اور اس کی اصطلاحی تعریف کے سلسلے میں علماء و محققین اسلام کے متعدد اقوال پیش کئے گئے ہیں۔

مثلاً امام ماتریدی نے تفسیر کی یہ تعریف فرمائی ہے —— اس بات کا یقین کہ لفظ سے یہی مراد ہے۔ اور اس بات کی اللہ کے لئے گواہی بھی کہ اس لفظ سے اس کی یہی مراد ہے۔ پھر اگر اس معنی مراد کے لئے کوئی دلیل قطعی مل جائے تو وہ تفسیر صحیح ہے ورنہ تفسیر بالرای ہے جو ممنوع ہے۔ (۱)

ابو طالب ثعلبی تفسیر کی اس طرح تعریف کرتے ہیں —— وضعِ لفظ کا بیان حقیقۃً یا مجازاً ہو جیسے صراط کی تفسیر طریق (راستہ) اور صیب کی مطر (بارش) سے کی جائے (۲)

---

(۱) ترجمہ ص ۲۲۱ - جزء دوم۔ الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ دار المعرفہ۔ بیروت
(۲) ترجمہ ص ۲۲۱ - ایضاً۔

امام اصبہانی نے تفسیر کی یوں تعریف فرمائی ہے —— عرفِ علماء میں کشفِ معانیٔ قرآن اور بیانِ مراد کو کہتے ہیں۔ الخ (۱)

ایک گروہ علماء کے نزدیک تفسیر کی اصطلاحی تعریف یہ ہے —— آیات کے نزول، ان کے حالات و واقعات اور اسبابِ نزول، نیز ترتیبِ مکّی و مدنی، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، خاص و عام، مطلق و مقید، مجمل و مفسر، حلال و حرام، وعدو وعید، امرونہی اور نصائح و امثال کا علم۔ (۲)

ان تعریفات کا خلاصہ یہ ہوگا کہ علم تفسیر ایسے معانی و مطالب کا بقدر طاقتِ بشری اظہار و بیان ہے جو اللہ رب العزت کے مراد کی طرف رہنمائی کرے۔

علامہ سیوطی نے الاتقان جزء دوم ص ۲۲۵ تا ص ۲۳۸ کے درمیان نہایت شرح و بسط کے ساتھ آداب و شرائطِ مفسر تحریر فرمائے ہیں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ ایک جماعتِ علماء کے نزدیک قرآن حکیم کی تفسیر اسی عالمِ دین کے لئے جائز ہوگی جو ان پندرہ علوم و فنون کا جامع ہو۔

(۱) علم لغت (۲) علم نحو (۳) علم صرف (۴) علم اشتقاق (۵) علم معانی (۶) علم بیان (۷) علم بدیع (۸) علم قرأت (۹) اصول دین (۱۰) اصول فقہ (۱۱) اسباب نزول و قصص (۱۲) ناسخ و منسوخ (۱۳) قرآن کے مجمل اور مبہم کو بیان کرنے والی احادیث (۱۴) فقہ (۱۵) علم وہبی۔

علم تفسیر کے شرف و کرامت کے بارے میں علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں کہ و[ہ] دیگر علوم و فنون سے ان تین جہتوں سے ممتاز ہے۔ موضوع، غرض اور ضرورت۔

کیوں کہ اس کا موضوع کلام اللہ ہے جو سرچشمۂ علم و حکمت ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ مضبوط گرہ تھام لی جائے اور لازوال سعادتِ حقیقی سے سرفراز ہوا جائے۔ او[ر] اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہر دینی و دنیوی کمال دینی و شرعی علوم و معارف کا محتا[ج]

(۱) ترجمہ ص ۲۲۲۔ جزء دوم۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ مطبوعہ دار المعرفۃ۔ بیروت

(۲) ترجمہ ص ۲۲۲۔ ایضاً۔

ہے۔ اور یہ دینی علوم و معارف علم کتاب اللہ پر موقوف ہیں۔ (۱)

علم تفسیر کی یہ عظمت و فضیلت اور اس کی تعریف جاننے کے ساتھ ہی یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ایک مفسر کے لئے دین و دیانت، تدبر و بصیرت، فضل و کمال، تقویٰ و طہارت اور مطلوبہ دینی و دنیاوی علوم و معارف میں مہارت و براعت کی عظیم صفات سے متصف ہونا نہایت اہم اور ضروری شرط ہے۔

اور جب قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کو عربی زبان سے کسی بھی دوسری زبان میں منتقل کرنے کی منزل آئے گی تو مذکورہ اوصاف و کمالات کے ساتھ ایک صفت کا اور اضافہ ہو جائے گا اور وہ یہ کہ جس زبان میں کلام الٰہی کا ترجمہ کیا جا رہا ہے اس کے اندر مترجم کو مہارت تامہ حاصل ہو۔ اس کی اصطلاحات و محاورات اور ضرب الامثال پر وہ گہری نظر رکھتا ہو۔ اس زبان کی شناوری و ادا شناسی کا اسے ذوق ہو۔ اور اس کے اسالیب و خصوصیات اور محاسن کی وہ بھرپور معرفت بھی رکھتا ہو۔

عرفِ عام میں ترجمہ کسی کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کو کہتے ہیں اور جو شخص یہ خدمت انجام دے اسے مترجم کہا جاتا ہے۔

ترجمہ کے اندر اگر ایک ایک کلمہ کی جگہ اس کا ہم معنی لفظ استعمال کیا جائے تو اسے لفظی ترجمہ کہا جاتا ہے۔ اور اگر مطالب و مفاہیم کی ترجمانی کی جائے تو اسے معنوی یا تفسیری ترجمہ کہا جائے گا کیوں کہ یہ تفسیر سے ملتا جلتا ترجمہ ہوتا ہے۔

تفسیر اور ترجمۂ لفظی یا تفسیری کے درمیان فرق یہ ہوتا ہے کہ ترجمہ کے کلمات مستقل حیثیت کے حامل ہوتے ہیں، جب کہ تفسیر کا تعلق ہمیشہ اپنی اصل سے ہوتا ہے یعنی ترجمہ کا کلمہ اپنی اصل کی جگہ رکھا جا سکتا ہے جب کہ تفسیر کے اندر اس اصل کی وضاحت مقصود ہوتی ہے۔

(۱) ترجمہ ص ۲۲۴۔ جزء دوم۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ مطبوعہ دار المعرفۃ۔ بیروت

تعارفِ کنز الایمان

دینِ اسلام کا حقیقی سرچشمہ قرآن حکیم ہے اور حدیثِ نبوی بھی اصلاً کتاب مقدس ہی کی شارح و ترجمان ہے۔ ہدایتِ انسانی کا نسخہ کیمیا اور امراض روحانی کی اکسیر شفا اسی جامع و مکمل صحیفۂ آسمانی کے اوراق میں محفوظ ہے جس کا سبب نزول "ھُدًی لِّلنَّاس" اور فِیْہِ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَۃٌ لِّلنَّاس ہے۔ اس کی آیات بینات سے حقائق و معارف کے چشمے اُبلتے ہیں اور اسرارِ حیات کے سوتے بھی پھوٹتے ہیں جن سے انسانی فطرت سیراب ہوتی ہے اور اس کی عقل کو اس کی بارگاہ سے ابدی سکون اور سرمدی اطمینان کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

شرائع احکام اور مذاہب فقہیہ کی تدوین کا اصل مصدر و منبع بھی قرآن ہے اور اسلام کی ساری عمارت اسی کی مستحکم بنیادوں پر قائم و دائم ہے۔ اس کلام الٰہی اور دستورِ حیات پر جس کی جتنی گہری نظر ہوگی اسے حقائق اشیاء کے ادراک اور اس کی صحیح معرفت میں اتنا ہی کمال نصیب ہوگا اور اخذ نتائج، استنباط مسائل اور مقاصد و مطالب دین تک پہنچنے میں قدم قدم پر اس کی مکمل رہنمائی بھی ہوتی رہے گی۔

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سینے میں قرآن فہمی کی خداداد صلاحیت ودیعت کی گئی تھی۔ اور تفاسیر معتبرہ راجحہ پر بھی ان کی گہری نظر تھی جب بھی وہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے قلم اٹھاتے تو سب سے پہلے اُمّ الکتاب ہی کے دریائے حکمت سے اکتساب فیض کرتے اور اس کے سایۂ رحمت میں علم و فضل اور تلاش و جستجو کا سفر شوق طے کرتے۔ جس کی محسوس برکتیں یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے یقین و وجدان کی حد تک شاید ہی کبھی کسی مسئلے میں لغزش کھائی ہو۔

میرے اس بیانِ حقیقت پر آپ کی سیکڑوں کتابیں شاہد عادل ہیں۔ جو کتاب یا رسالہ اٹھایئے آغاز بحث کے ساتھ ہی پہلی نظر میں کچھ آیتیں ضرور نظر آئیں گی جن میں باریک

نکات اور اسرار قرآن کو مختلف پہلوؤں سے واضح و روشن کیا گیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں جو علمی مباحث ہیں ان کا مطالعہ کیجئے انشاء اللہ آپ کو بھی اطمینانِ قلب میسر آجائے گا۔

قرآن حکیم کا تفسیری ترجمہ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۳۳۰ھ) آپ کی قرآن فہمی کا شاہکار ہے۔ ترجمہ قرآن میں بھی ورق ورق پر اردو فصاحت و بلاغت کے آبدار موتی ملیں گے جن میں آپ عظمتِ اسلام کی حقیقی جھلک کا چشم سر سے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

یہ خدا کا فضل عظیم ہی ہے کہ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی قدس سرہٗ (مصنف بہار شریعت) کے اصرار پیہم پر اس ترجمہ کی کسی طرح تکمیل ہوگئی۔ ترجمہ کرتے وقت نہ تو برائے ترجمہ کوئی سابقہ تیاری اور نہ اس حیثیت سے کتب تفسیر و لغت کا کوئی خصوصی مطالعہ کیا جاتا، بلکہ اپنی خداداد صلاحیت کے سہارے حضرت فاضل بریلوی بالکل برجستہ زبانی طور پر بولتے جاتے اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اسے لکھتے جاتے۔

صدر الشریعہ اور دیگر خلفاء و تلامذہ اس وقت ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے جب دیکھتے کہ یہ برجستہ ترجمہ قدیم تفاسیر معتبرہ راجحہ کے بالکل مطابق اور روح قرآن کا صحیح راز داں ہے۔ ترجمہ میں عربی و اردو زبان و ادب کی بھی پوری پوری رعایت ہے اور اسے عظمتِ ربوبیت و شانِ رسالت کا حقیقی محافظ و نگہبان ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ ساتھ ہی نحوی ترکیبیں بھی بآسانی سمجھ میں آجاتی ہیں۔

بہت سے نئے نئے مترجمین کے تراجم قرآن کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے اسے پڑھئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ صحیح و مستند ترجمہ کون ہے؟ میرا خیال ہے کہ اہل بصیرت پہلی ہی نظر میں خوب و ناخوب کی تمیز بآسانی کر لیں گے اور دیکھیں گے کہ دوسروں کے مقابلے میں حضرت فاضل بریلوی کا ترجمہ کس آب و تاب اور کس شان و شوکت کا ہے اور انہوں نے قرآن حکیم کی اتباع و پیروی میں کس طرح سمندروں کو کوزوں میں بھرنے کی سعی مشکور کی ہے۔ حالاں کہ کتنوں کے قدم لڑکھڑا گئے ہیں اور ضلالت وسفاہت کی خارزار وادیوں میں الجھ کر خسران و ہلاکت کے عمیق غار میں جا گرے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب دیانت وانصاف اور اخلاص قلب کے ساتھ تقابلی مطالعہ کی بسم اللہ کیجئے۔

انتباہ:۔ اردو زبان میں سب سے پہلا ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان نے کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کے خمیر ہی میں فکر ونظر کی تضلیل ہے انہیں کب یہ گوارہ ہوسکتا ہے کہ اسے لفظی ومعنوی سقم سے خالی رہنے دیں۔

انہوں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے آغاز امر ہی میں اپنی فنی چابک دستی دکھائی اور حسب ضرورت جا بجا تصرّف اور ترمیم وتبدیلی کردی۔ اس لئے علمائے اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ ترجمے قابلِ اعتبار واستناد نہیں رہ گئے۔

مطبع سعیدی دہلی کے شائع کردہ قرآن حکیم مع ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت ہے۔

"اس کی نقل وصحت بڑے اہتمام کے ساتھ سجاد ندی اور منشی ممتاز علی صاحب دہلوی کے قرآن شریف مطبوعہ ۱۳۰۵ھ ومصححہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بشمول جملہ رموز واوقاف کے مطابق ہوئی ہے اس لئے اس کی صحت بے نظیر ہے۔ ترجمہ اول رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی کا ہے۔ جو بالکل اصلی ہے"

آپ غور فرمائیں اس جملہ پر "جو بالکل اصلی ہے" کتابت وطباعت کے اغلاط سے پاک ہونے کی بات نہیں۔ بلکہ یہاں اصلی اور نقلی کا معاملہ ہے یعنی اس سے پہلے کے شائع شدہ نسخوں میں کام کرنے والے اپنا کام کرچکے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی اسی طرح کے حادثات پیش آئے اور ان کی کتابوں میں بھی خوب الحاقات کئے گئے اور فرضی کتابیں ان کے نام سے شائع کی گئیں۔

جناب سیّد ظہیر الدین المعروف بہ سید احمد نواسہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی جنہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی بہت سی کتابیں شائع کی ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سیّد احمد اول عرض کرتا ہے بیچ خدمت

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

(اشرف علی تھانوی)

شائقین تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہ آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف اس خاندان کی طرف منسوب کردیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کی نہیں۔ اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر وتبدل کردیا"

(تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء مطبوعہ مطبع احمدی کلاں محل دہلی از شاہ ولی اللہ دہلوی)

ایک مشہور کتاب انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی میں موصوف مذکور نے کئی جعلی کتابوں کے نام اور ان کے مطابع کا بھی ذکر کیا ہے۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (م ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اور ایسا ہی ایک اور جعل کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علماء سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں۔ چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علیٰ ہٰذا القیاس چھپوائے ہیں"

(ص ۹ کشف الحجاب مطبع بہار کشمیر ۱۲۹۸ھ)

"قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین" "جنۃ العالیۃ فی مناقب المعاویۃ" "تحفۃ الموحدین" "البلاغ المبین" وغیرہ کئی کتابیں تو خود شاہ صاحب کے نام سے شائع کی گئی ہیں۔

مقدم الذکر دونوں کتابیں انہیں محض بدنام کرنے کی نیت سے لکھی گئی ہیں اور مؤخر الذکر دونوں کتابوں کے ذریعہ اب تک حضرت شاہ ولی اللہ کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔

شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے
(عبدالماجد دریابادی)

حضرت مولانا وکیل احمد سکندرپوری (م ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) البلاغ المبین کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

"یہ کتاب کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار و اسناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی" (۲۳ وسیلۂ جلیلہ مطبع یوسفی لکھنؤ)

غیر مقلد مؤرخ غلام رسول مہر نے لکھا ہے :

"البلاغ المبین[1]" تو یقیناً شاہ ولی اللہ کی کتاب نہیں۔ اس کا اسلوب تحریر و طریق ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ابتدائی دور کی تصنیف ہوگی" (مکتوب مہر بنام پروفیسر محمد ایوب قادری محررہ ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء)

آخر میں ایک اور حیرت انگیز حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا محمد علی کاندھلوی خواہرزادہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں :

"میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہتی جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر مقلدیت کو پروان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں نقل کر کے بیچارے عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ "قول سدید" کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں" (۵۳ شاہ ولی اللہ اور تقلید۔ مطبوعہ سیالکوٹ)

بابائے اردو مولوی عبدالحق، شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی بھی یہی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب کے نام سے کتابیں لکھی اور گڑھی گئی ہیں۔

ان فرضی اور اختراعی کتابوں کے ذریعہ عوام و خواص پر یہ تاثر قائم کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے کہ خانوادۂ ولی اللہی کا بھی وہی عقیدہ و مسلک تھا جو علمائے اہل حدیث و علمائے دیوبند کا ہے۔ حالاں کہ جن کا ادنیٰ بھی دینی و تاریخی مطالعہ ہے وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف (بقیہ ص ۹ پر)

---

[1] افسوس یہ کتاب ان تصریحات کے بعد بھی آج تک دیوبند سے شائع ہو رہی ہے۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔
(ترجمۂ رضویہ)

مقدم الذکر تراجم میں "شروع" کو مقدم کیا گیا ہے جس سے اردو ترجمہ میں نہ تو کوئی خوبی پیدا ہوئی اور نہ ہی بسم اللہ کا مفہوم و مقصود پورا ہوا۔ حضرت فاضل بریلوی کے ساتھ تائیدِ ربانی یہ ہے کہ انہوں نے بامحاورہ ترجمہ بھی فرمایا اور بسم اللہ کے اندر اللہ کے نام سے ہر کام کی ابتدا کا جو درس دیا گیا ہے اس پر بھی عمل فرمایا اور اس طرح اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو مقدس و پاکیزہ بنا لیا جس میں سراپا برکت ہی برکت ہے اور جس کا اثر ترجمہ سورۃ الحمد سے لے کر والناس تک ظاہر اور اربابِ بصیرت پر واضح ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ (سورۂ بقرہ پ ۲۔ ع ۱) اس آیت کریمہ میں لِنَعْلَمَ کا ترجمہ متعدد اصحاب قلم نے یہ کیا ہے۔

ہم معلوم کر لیں (ڈپٹی نذیر احمد) ہمیں معلوم ہو جائے (مرزا حیرت دہلوی) ہم جان لیں (سر سید) ہم کو معلوم ہو جائے (اشرف علی تھانوی)۔

اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

عربی اردو ڈکشنری میں چوں کہ اَلْعِلْمُ کا ترجمہ جاننا، معلوم ہونا پڑھا تھا اس لئے یہاں بھی وہی ترجمہ کر دیا گیا اور اس حقیقت تک ان مترجمین کی نظر نہ پہونچی کہ رب کائنات تو عالم الغیب والشہادۃ ہے ہر چیز کا ازلی و ابدی طور پر عالم ہے اس کی شان میں "ہم جان لیں" اور "ہم کو معلوم ہو جائے" اس طرح کا ترجمہ کیا شان الوہیت سے لاعلمی یا بے بصیرتی نہیں؟ کیوں کہ معلوم تو وہ کرے جس کو پہلے سے اس شئے کا علم نہ ہو، کیا جاننا ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق اس کی مشیت ہی پر موقوف ہے؟ عرضی نویسوں کی طرح ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کر لینا اور چیز ہے اور کلام الٰہی کو صحتِ عقائد کے ساتھ سمجھ لینا دوسری بات ہے۔

(ص۸ کا بقیہ) ہیں کہ ان کا صحیح رشتہ شاہ اسمٰعیل دہلوی سے وابستہ ہے اور ہندوستان میں وہی ان کے مرجع و مآب ہیں۔

ہر شے کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کے مزاج سے مکمل واقفیت کے ساتھ اس کا بامحاورہ ترجمہ کرلینا محض توفیق ایزدی ہی سے ممکن ہے اور یہ نعمت ہر کس وناکس کو نہیں ملتی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ (الآیۃ)

۳۔ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (سورۃ آل عمران۔ پ ۴۔ ع ۵)

"اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو۔ (شیخ دیوبند محمود الحسن)

حالاں کہ ابھی خدا نے تم میں جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں اور یہ کہ وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔ (فتح محمد جالندھری)

"اور ابھی تک معلوم نہیں کیا"، گویا اب تک خدائے کائنات اس سلسلہ میں غیر عالم تھا۔ یہ ترجمہ ہے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا۔

دوسرے مترجم صاحب نے بزعمِ خویش "اچھی طرح" ترجمہ کرکے اپنی کچھ "فتح" دکھانی چاہی تو یوں غارت گری فرمائی "اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں" مطلب یہ ہوا کہ معلوم تو کچھ تھا مگر اچھی طرح علم نہیں تھا۔ معاذ اللہ اب وہ نقص پورا کیا جارہا ہے۔

آیئے اور ملاحظہ فرمایئے فاضل بریلوی کا ایمان افروز ترجمہ۔

اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

۴۔ نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ۔ (سورۃ توبہ۔ پ ۱۰۔ ع ۱۵)

یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔ (ڈپٹی نذیر احمد۔ فتح محمد جالندھری۔ محمود الحسن)

ہر ایک نے اس آیت میں نسیان کا مذکورہ بالا ترجمہ یعنی بھولنا کیا ہے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جب خداوند قدوس ہمیشہ عالم الغیب والشہادۃ ہے، اس کا علم اس کی صفت ہے اور ایسی صفت جو اپنے موصوف سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہوسکتی تو یہ نسیان جس سے علم کی نفی ہے اس کا اطلاق اس ذات باری کے لئے کیسے ہوسکتا ہے جو تمام عیوب سے یکسر پاک ہے، مفہوم ومعنی جس لحاظ سے بھی دیکھئے یقیناً یہ ترجمہ غلط اور گمراہ کن ہے۔ کاش یہ مترجمین تفسیر نسفی کا مندرجہ ذیل حصہ پڑھ لیتے تو ہرگز یہ غلط ترجمہ نہ کرتے۔

(وَاَکِیْدُ کَیْدًا) وَ اُجَازِیْھِمْ جزاءَ کَیْدِھِمْ بِاسْتِدْرَاجِی لَھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ، فَسَمّٰی جزاء الکید کیدًا کما سمّٰی جزاء الاعتداء والسیئۃ اعتداءً وسیئۃً وان لم یکن اعتداءً وسیئۃً، ولایجوز اطلاق ھذا الوصف علی اللہ تعالٰی الا علی وجہ الجزاء کقولہ نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ، یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ۔ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ۔ [1]

فاضل بریلوی کا صحیح اور بصیرت افروز تفسیری ترجمہ یہ ہے۔

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

۵۔ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ۔ (سورۃ بقرہ۔ پ ۱۔ ع ۲)

اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔ (محمود حسن)

اللہ ہنسی اڑاتا ہے ان کی۔ (مرزا حیرت)

ان منافقوں سے خدا ہنسی کرتا ہے۔ (فتح محمد جالندھری)

اللہ ان کو بناتا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔ (نواب وحید الزماں غیر مقلد)

اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ (سرسید)

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ۔ (سورۃ بقرہ۔ پ ۲۔ ع ۲)

ہم تو صرف استہزاء کیا کرتے ہیں۔ (اشرف علی تھانوی)

سبوح وقدوس کی بارگاہ عظمت میں ہنسی اڑانا، بنانا، دل لگی کرنا، ٹھٹھا کرنا، اس طرح بازاری محاورے وہی استعمال کرتا ہے جو شانِ الوہیت سے ناآشنا ہو۔

"اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) (ترجمہ رضویہ)

۶۔ وَمَکَرُوْا مَکْرًا، وَمَکَرْنَا مَکْرًا۔ (سورۃ نمل۔ پ ۱۹۔ ع ۱۹)

اور انہوں نے بنایا ایک فریب۔ (محمود الحسن)

---

[1] ص ۶۷۸ ج ۳ مدارک التنزیل۔ ابوالبرکات عبداللہ نسفی (م ۷۱۰ھ) طبع بیروت۔

اورانہوں نے اپنا سامکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔ (ترجمہ رضویہ)

۷۔ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ (سورۂ آل عمران پ ۳۔ ع ۱۳)

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (محمود الحسن)

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔ (ترجمۂ رضویہ)

۸۔ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا۔ (سورۂ یونس۔ پ ۱۱۔ ع ۸)

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے۔ (محمود الحسن۔ فتح محمد۔ عاشق الٰہی میرٹھی)

تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

۹۔ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا۔ (سورۂ ابراہیم۔ پ ۱۳۔ ع ۱۲)

اور فریب کرچکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب۔ (محمود الحسن)

اللہ تعالیٰ کی ذات تو فریب سے پاک ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہے۔

اور ان سے اگلے فریب کرچکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۰۔ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ۔ (سورۂ یوسف۔ پ ۱۳۔ ع ۳)

یوں تو داؤ بتایا ہم نے یوسف کو۔ (محمود الحسن)

غضب خدا کا! یہ جہالت و غباوت کہ ذات باری تعالیٰ کو مکر و فریب سے متصف بھی مانا۔ اور دوسرے کو داؤ بتانے والا بھی۔ ایمان افروز ترجمہ یہ ہے جس سے ذہن کی ساری گرہیں کھل جائیں۔

ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۱۔ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (سورۂ اعراف۔ پ ۹۔ ع ۲)

سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے۔ (محمود الحسن)

سو اللہ کی چال سے تو وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

اس ترجمہ میں بھی وہی خرابی ہے جو بربادئ ایمان کا باعث ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے۔

تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۲۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ (سورۂ نساء۔ پ ۵۔ ع ۱۸)

منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا۔ (عاشق الٰہی میرٹھی)

خدا ہی ان کو دھوکہ دے رہا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

اور اللہ ان کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے۔ (فتح محمد)

وہ ان کو فریب دے رہا ہے۔ (مرزا حیرت و نواب وحید الزماں)

ان تمام مترجمین کی اجتماعی اور استمراری غلطیوں کے مقابلے میں فاضل بریلوی کا بے نظیر ترجمہ یہ ہے۔

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کرکے مارے گا۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۳۔ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا۔ (سورۂ یوسف۔ پ ۱۳۔ ع ۶)

یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہوگئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہوگیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی۔ (اشرف علی)

یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ (محمود الحسن)

مؤخر الذکر نے "ناامید ہونے لگے" کا ترجمہ کرکے مایوسی سے کچھ بچنے کی راہ نکالی ہے۔ پھر بھی تائید ربانی سے ناامیدی کا صدور نہ سہی مگر امکان تو ضرور پایا گیا اور اول الذکر نے تو "مایوس ہوگئے" صاف صاف ترجمہ کر ڈالا۔ حالاں کہ انبیائے کرام تائید ربانی سے نہ "ناامید ہونے لگے" اور نہ "مایوس ہوگئے"، ہاں یہ مترجمین ضرور محروم ہوئے جس کا واضح ثبوت ان کا ترجمہ ہے۔ تائید ربانی دیکھنی ہو تو یہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا" جَآءَهُمْ نَصْرُنَا اس وقت ہماری مدد آئی۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۴۔ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔ (سورۂ طٰہٰ۔ پ ۱۶۔ ع ۱۶)

اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ (عاشق الٰہی میرٹھی)

اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا، سو غلطی میں پڑ گئے۔ (اشرف علی)

چوں کہ انبیاء کرام خطا سے معصوم ہیں اس لئے ان کی طرف نافرمانی اور گمراہی کی نسبت کھلا ہوا عصیان اور صریح ضلالت ہے۔ فاضل بریلوی کا ترجمہ عصمت انبیاء کا صحیح محافظ ہے۔

اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (ترجمۂ رضویہ)

۱۵- وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا۔ (سورۂ یوسف پ ۱۲ - ع ۱۳)

اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور اس کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔ (اشرف علی)

حرف شرط لَوْ کو منقطع مان کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لئے گستاخانہ اور گمراہ کن ہے۔

فاضل بریلوی کا ترجمہ یہ ہے:

اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ (ترجمہ رضویہ)

لَوْ کو منقطع نہ مان کر اس کا ایسا ترجمہ کیا گیا کہ عصمتِ انبیاء پر کوئی آنچ نہ آئی۔

۱۶- وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ (سورۂ تحریم پ ۲۸ ع ۲۰)

اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو۔ (محمود الحسن)

اِحصان کا ترجمہ روکے رکھنا اور فرج کا ترجمہ شہوت کی جگہ اردو میں لفظی ترجمہ اور صحیح تو کہا جا سکتا ہے مگر احترام پسندانہ ترجمہ ہرگز نہیں، چوں کہ عفت و طہارت مریم علی ابنہا وعلیہا السلام کا ذکر ہے اس لئے فصیح اور مناسب ترجمہ یہ ہے۔

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۷- قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ (سورہ الکافرون پ ۳۰ ع ۳۴)

آپ (ان کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اے کافرو! (اشرف علی)

اللہ تعالیٰ آمر مطلق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مامور من اللہ ہیں۔ مامور پر آمر کی برتری کے اظہار کے لئے بہترین ترجمہ یہ ہے۔

تم فرماؤ اے کافرو! (ترجمہ رضویہ)

"فرماؤ" کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ یہ رسول اپنے مخاطبوں سے سربلند اور ان پر فرمانروا ہیں۔

۱۸- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ (سورۃ الکہف پ ۱۶ ع ۳)

اے محمد! کہہ دو کہ میں تو محض تم ہی جیسا ایک انسان ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔[1]

عبدالشکور کاکوروی نے لکھا ہے، نبی کریمؐ نے فرمایا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں تمہاری طرح ایک "معمولی انسان" ہوں اگر تم میں اور مجھ میں کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں تمہارے پاس خدا تعالیٰ کا پیام لایا ہوں۔[2]

"محض تم ہی جیسا ایک انسان" اور "ایک معمولی انسان" یہ دونوں ترجمے قرآن حکیم کے مفہوم کی کھلی ہوئی تحریف ہیں۔ حبیب کبریا کی عظمتِ شان کا اظہار اس ترجمہ سے واضح ہے جو تائید ربانی کا حامل اور قرآن حکیم کا صحیح ترجمان ہے۔

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

۱۹- وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ (سورہ والضحیٰ پ ۳۰ ع ۱۸)

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (محمود الحسن)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی)

ضلال کے معنی جس طرح گمراہ ہونا، آوارہ پھرنا، بھٹکنا ہے، اور ہدایت کی ضد ہے جیسے ارشاد باری ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (سورہ النحل پ ۱۴ ع ۲۲) بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔ (ترجمہ رضویہ) اور غوایت کے ہم معنی بھی ہے جیسے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (سورہ النجم پ ۲۷ ع ۵) تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے (ترجمہ رضویہ)

[1] ص ۱۵ تفہیمات حصہ دوم از ابوالاعلیٰ مودودی۔ [2] ص ۵ ماہنامہ النجم کاکوری ۱۱ رجون ۱۹۳۷ء۔

اسی طرح ایک معنی وارفتہ محبت ہونا بھی ہے کما فی القرآن ۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ۔ (سورۂ یوسف پ ۱۳ ع ۵) بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں یعنی حضرت یعقوب کے بارے میں ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ ابھی تک حضرت یوسف کی محبت میں وارفتہ ہیں اور ہمارا کہنا ہے کہ انہیں بھیڑیئے نے کھا لیا ہے۔ اب فاضل بریلوی کا محتاط اور ہدایت یافتہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی" (ترجمہ رضویہ)

تو جو حق کی طرف راہ پائے وہ قرآن حکیم کا مزاج سمجھے، لیکن انبیاء کرام کی شان میں بھی تنقیص کرنے کی حرکت سے جو باز نہیں رہتے وہ تو یہی ترجمہ کریں گے۔

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۔ (سورہ الشعراء پ ۱۹ ع ۶) موسیٰؑ نے جواب دیا کہ (واقعی) اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ (اشرف علی)

۲۰ - وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔ (سورہ محمد پ ۲۶ ع ۶)

اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے۔ (محمود الحسن)

اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سب مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی (اشرف علی)

"اپنے گناہ کے واسطے" کا مطلب یہ ہے کہ گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطاء نہیں، اور "مانگتے رہیئے" کا ترجمہ بتاتا ہے کہ اس گناہ میں استمرار ہے۔ یا کم از کم گناہ کا صدور تو ضرور ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس کے لئے ہمیشہ استغفار کرنا ضروری ہے۔ فاضل بریلوی کا گناہ سوز ترجمہ سنیں انشاء اللہ ایمان میں کچھ تازگی ضرور پیدا ہو جائے گی۔

"اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو" (ترجمہ رضویہ)

۲۱ - وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۔ (سورہ بقرہ پ ۱ ع ۱۴)

اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہے۔ ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانیوالا ہوگا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

اشرف علی تھانوی اور عبدالماجد دریابادی کا ترجمہ بھی اسی طرح کا ہے جس سے عصمت انبیاء پر براہ راست زد پڑتی ہے، لیکن فاضل بریلوی کے ترجمہ نے اس کا شائبہ بھی ختم کر دیا ہے۔

"اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا، بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار" (ترجمہ رضویہ)

۲۲ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ (سورہ فاتحہ پ ۱ ع ۱)

بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا۔ (اشرف علی)

اگر اراءۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب کا فرق ان مترجمین کے یہاں واضح ہوتا تو ہرگز یہ ترجمہ نہ کرتے۔ ایک مومن تو سیدھی راہ پر ہے ہی۔ اب دعا یہ ہے کہ توفیق الٰہی اس راہ پر اس کے شامل حال رہ کر منزل مقصود تک پہنچائے۔ تائید الٰہی کے ساتھ منزل تک وہی پہنچ سکتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہو۔

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ (ترجمہ رضویہ)

راہ میں دشوار گزار مرحلے اور پُرخار وادیاں آئیں لیکن یہ فیضان ہے قرآن حکیم پر ایمان کامل اور اس پر مفسرانہ نظر کا کہ حضرت فاضل بریلوی ہر منزل اور ہر موڑ سے کامیاب گزر رہے ہیں۔

اور جنہیں اپنی عقل وفلسفہ اور زبان دانی پر ناز تھا۔ کوئی حکیم الامت تھا اور کوئی شیخ الہند، کوئی مفکر اسلام ہونے کا مدعی تھا تو کسی کو اپنی وسعت مطالعہ اور روشن خیالی کا غرہ۔ ان مترجمین نے ترجمہ قرآن میں ایسی ایسی ٹھوکریں کھائیں کہ ان کے ایمان واسلام ہی کی خیر نہ رہی۔ بصیرت ایمانی سے محروم ہو کر تاریخ ولغت پر اعتماد کر کے انہوں نے لفظی ترجمہ کرنا چاہا اور اپنے مزعومہ وخود ساختہ نظریات کی تبلیغ کا ایک کامیاب طریقہ سمجھ کر اس کام کا آغاز کیا۔ اس لئے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ "جیسی نیت ویسی برکت" کے تحت ان کے ہاتھ محرومی ہی کی طرف بڑھے۔

ان کے برعکس فاضل بریلوی پر اللہ کا ایسا فضل وکرم ہوا اور توفیق الٰہی اس طرح سایہ فگن ہوئی کہ ذوق نظر ہو تو بس دیکھا کیجئے۔ کتنی سچی اور حقیقت افروز بات ذکر کی ہے

حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری نے کہ:

"دورِ حاضر میں اردو کے شائع شدہ ترجموں میں صرف ایک ترجمہ "کنز الایمان"، ہے جو قرآن کا صحیح ترجمان ہونے کے ساتھ (۱) تفاسیرِ معتبرہ قدیمہ کے مطابق ہے (۲) اہل تفویض کے مسلک اسلم کا عکاس ہے (۳) اصحاب تاویل کے مذہب سالم کا مؤید ہے (۴) زبان کی روانی اور سلاست میں بے مثل ہے (۵) عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک ہے (۶) قرآن حکیم کے اصل منشاء و مراد کو بتاتا ہے (۷) آیات ربانی کے انداز خطاب کو پہچنواتا ہے (۸) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشان دہی کرتا ہے (۹) قادر مطلق کی ردائے عزت و جلال میں نقص و عیب کا دھبہ لگانے والوں کے لئے شمشیر براں ہے (۱۰) حضرات انبیاء کی عظمت و حرمت کا محافظ و نگہبان ہے (۱۱) عامۂ مسلمین کے لئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے (۱۲) لیکن علماء و مشائخ کے لئے حقائق و معارف کا امنڈتا سمند رہے۔

بس اتنا سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادر مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنز الایمان اس کا مہذب ترجمان ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ ترجمہ اس کا ہے جو عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا علمبردار، تائید ربانی کا سرمایہ دار، انوار ربانی کا حامل، حقائق قرآن کا ماہر، دقائق قرآن کا عارف ہے"[1]

حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ترجمۂ قرآن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سیعدی استاذ جامعہ نعیمیہ لاہور لکھتے ہیں:

"اس ترجمہ میں اردو، عربی کے اسلوب میں رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور فصاحت بیان کے آئینہ میں اعجاز قرآن کا عکس نظر آتا ہے۔ اس ترجمہ میں علم کلام کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر عبارت کے سلیس فقروں میں رکھ دی گئی ہیں۔

ذات و صفات، جبر و قدر اور نبوت و رسالت کے نازک مسائل کو جس عمدگی اور اختصار کے ساتھ ترجمہ کی سحر کاری سے سہل کیا ہے۔ امام رازی اگر اسے دیکھ پاتے تو بے اختیار آفریں کہتے۔ ابن عطاء و جبائی کے سامنے یہ ترجمہ ہوتا تو شاید اعتزال سے توبہ کر لیتے۔ خامۂ تصوف سے جس طرح اعلیٰ حضرت نے آیات کے بطن کو ترجمہ میں ڈھالا ہے غزالی ہوتے تو دیکھ کر

[1] ۳۰۰ سوانح اعلیٰ حضرت طبع سوم.

وجد کرتے۔ ابن عربی شاد کام ہوتے اور سہروردی دعائیں دیتے۔ ترجمہ کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں اگر امام اعظم پر پیش کئے جاتے تو یقیناً مرحبا کہتے۔ اور اگر ابن عابدین اور سید طحطاوی کے سامنے یہ فقہی آبگینے ہوتے تو اعلیٰ حضرت سے تلمذ کی آرزو کرتے۔

قرآن مجید کے علوم و فنون، اس کی فصاحت و بلاغت اور اس کی تاویل و تفسیر پر جو شخص نگاہ رکھتا ہو وہ جب اس ترجمہ کو پڑھے گا تو یقیناً سوچے گا کہ اگر قرآن مجید اردو میں اترا ہوتا تو یہ عبارت اس کے قریب تر ہوتی۔ اور جو فصاحتِ زبان سے آشنا ہوا سے کہنا پڑے گا کہ اس ترجمہ میں زبان و بیان کی بلاغت اعجاز کی سرحدوں کو چھوتی معلوم ہوتی ہے"[1]

جماعت اسلامی ہند کے افکار و نظریات کا ایک ترجمان ماہنامہ الحسنات رام پور لکھتا ہے:

"فقہ میں جد الممتاز اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی کارنامہ ترجمۂ قرآن مجید ہے جو ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء میں "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے منظر عام پر آیا اور جس کے حواشی "خزائن العرفان فی تفسیر القرآن" کے نام سے مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے تحریر فرمائے۔

یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چند آیات قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے۔ احمد رضا خاں نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی ہے"[2]

سید نور محمد قادری صاحب جناب سید الطاف علی بریلوی مدیر العلم سے اپنی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا عبد القدوس ہاشمی صاحب جو اگرچہ عقیدةً دیوبندی ہیں لیکن صاحب ذوق اور معلومات کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا ہیں، انہوں نے ایک دفعہ کہا کہ اردو زبان میں قرآن پاک کا سب سے بہتر ترجمہ مولانا احمد رضا خاں کا ہے، جو لفظ انہوں نے ایک جگہ رکھ دیا ہے اس سے بہتر کا تصور بھی نہیں جا سکتا"[3]

اتنا جامع اور عظیم الشان ترجمہ کس طرح اور کیسے مکمل ہوا اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

[1] ۱۰ محاسن کنز الایمان طبع ششم مرکزی مجلس رضا لاہور۔ [2] ۵۴، ۵۵ شخصیات نمبر سالنامہ ۱۹۷۹ء
[3] ۱۲۱ خیابان رضا لاہور۔

"صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے صحیح ترجمہ کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے ترجمہ کر دینے کی گزارش کی۔

آپ نے وعدہ فرمالیا لیکن دوسرے مشاغل دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی۔ جب صدر الشریعہ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ چوں کہ ترجمہ کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات میں سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ ایک دن کاغذ، قلم اور دوات لے کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہو گیا۔

ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اس کو لکھتے رہتے۔ لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے بعدہٗ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کا فی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے جیسے کوئی پختہ یادداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر زور ڈالے بغیر قرآن مجید روانی سے پڑھتا جاتا ہے۔

پھر جب حضرت صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔[1]

آپ نے قرآن حکیم کی کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی مگر بعض اہم تفاسیر پر آپ کے جو غیر مطبوعہ محققانہ حواشی ہیں اگر وہ اہل علم کے سامنے آجائیں اور نگاہ بصیرت سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو اس فن میں بھی آپ کے تبحر اور مہارت تامہ کا نہایت آسانی سے ہر صاحب علم انسان اعتراف کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبد القادر بدایونی (تلمیذ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی) بن حضرت مولانا فضل رسول بدایونی (تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) کے عرس مبارک میں ایک بار آپ تشریف لے گئے وہاں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورۂ والضحیٰ پر تقریر کی اور فرمایا اس سورۂ مبارکہ کی کچھ آیات کی تفسیر اسی جز لکھ کر چھوڑ دیا ہے کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن حکیم کی تفسیر لکھ سکوں۔[2]

---

[1] ۲۷۴ - ۲۷۵ ۔ سوانح اعلیٰ حضرت ۔ [2] ۹۷ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ۔

عظمتِ توحید

لکھنؤ کی سرزمین پر منعقد ہونے والا آج کا (۱۰ شوال ۱۴۱۲ھ ۱۴ اپریل ۱۹۹۲ء) یہ عظیم الشان امام احمد رضا سیمینار پورے صوبہ اتر پردیش بلکہ برصغیر ہند و پاک کی جانب سے اس جلیل القدر عالم دین اور اپنے عہد کے قابل افتخار عاشق رسول کی بارگاہ میں پرخلوص نذرانہ عقیدت ہے جو خانوادۂ فرنگی محل اور دیار شاہ مینا کے علم و روحانیت کا سچا وارث و جانشین ہے۔ اور جس کے بحر فضل و کمال کی موجیں آج بھی اسی طرح متلاطم ہیں جیسے دریائے گومتی کی پرشور لہریں ہم مشتاقانِ دید کی نگاہوں کے سامنے رواں دواں ہیں۔

قرآنی علوم و معارف کے شناور و اداشناس امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے کنز الایمان کے نام سے قرآن حکیم کا ترجمہ بھی کیا ہے اور اس کی بھرپور ترجمانی بھی۔ اس کے رموز و اسرار کو سمجھا بھی ہے اور سمجھایا بھی۔ اور اس جامع و بلیغ ترجمہ کے اندر عظمت توحید کا ایسا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے کہ دوسرے اردو تراجم قرآن میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

یہ مترجم قرآن کتاب و سنت کا وہی شارح و ترجمان ہے جس نے سبحٰن السبوح جیسی معرکۃ الآراء کتاب لکھ کر امکان کذب باری تعالیٰ کے سارے دلائل و براہین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ اور اس کے جواز کے قائل بڑے بڑے اساطین و صنادید کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں۔

میرے آج کے مختصر سے مقالہ کا عنوان ہے "کنز الایمان اور عظمت توحید" اور میں اپنے موضوع کی مناسبت سے چند قرآنی آیات کے اردو تراجم کے ایک سرسری

تقابلی مطالعہ کے ذریعہ اس حقیقت کی نشاندہی کروں گا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ان آیات کے ترجمہ میں احتیاط کا دامن کس مضبوطی کے ساتھ تھام رکھا ہے۔ جہاں ایک ادنیٰ سی لغزش بھی بارگاہِ الوہیت میں سوءِ ادب کا باعث بن سکتی ہے اور مترجم کے علم و فضل کا سارا بھرم کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

اب آپ پوری توجہ کے ساتھ آیات کریمہ اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱ ۔ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (۵۴ - انعام - پ ۷)

تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے۔ (کنز الایمان)

لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

یہ تین ترجمے آپ کے سامنے ہیں۔ غور فرمائیں تو بڑی آسانی کے ساتھ آپ کو سمجھ میں آجائے گا کہ ادب اور احتیاط کی جس بلند منزل پر ترجمہ رضویہ (کنز الایمان) فائز ہے وہاں تک دوسرے تراجم کی رسائی نہیں۔ "ذمہ کرم" پر رحمت لازم کرلی ہے" یہ کتنی بلیغ ترجمانی ہے۔

۲ ۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (۸۱ - زخرف - پ ۲۵)

تم فرماؤ بفرض محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔ (کنز الایمان)

تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد تو میں سب سے پہلے پوجوں۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

آپ کہیے اگر خدائے رحمٰن کے اولاد ہو تو سب سے اوّل اس کی عبادت کرنے والا میں ہوں۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی)

ان سے کہو اگر واقعی رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے عبادت والا میں ہوتا۔

(ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی)

خدائے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کے لئے کسی وَلَد کے استحالہ کا جو مفہوم کنز الایمان کے اندر "بفرض محال" کے ذریعہ ادا کیا گیا ہے وہ دوسرے سبھی تراجم میں مفقود ہے۔

۳ ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ۔ (۲۴ - انفال - پ ۹)

اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دل کے ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے۔

(کنز الایمان)

اور جان رکھو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی اور اس کے قلب کے درمیان۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی)

اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ (ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی)

کنز الایمان کے علاوہ سبھی تراجم میں اللہ سبحانہٗ عزّ و جل کی ذات کی طرف حائل ہونے یا آڑ بن جانے کی نسبت کی گئی ہے۔ جب کہ کنز الایمان کے اندر یہ نسبت اللہ کے حکم کی طرف کی گئی ہے۔ اسی طرح "دل کے ارادوں" کی طرف اضافت کرکے آیت کا مفہوم بھی واضح کردیا گیا ہے۔

۴ ۔ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۔ (۲۲ - فجر - پ ۳۰)

اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار۔ (کنز الایمان)

اور آپ کا پروردگار اور جوق جوق فرشتے (میدان محشر میں) آویں گے۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی)

مؤخر الذکر دونوں تراجم میں رب اور فرشتے دونوں کے درمیان عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کئے بغیر ایک ساتھ ایک ہی قطار میں آنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے یہ کتنا ادب آموز ترجمہ کیا ہے "اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار"۔

۵ ۔ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ (۵۶ - ہود - پ ۱۲)

بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔ (کنز الایمان)

بے شک میرا رب ہے سیدھی راہ پر۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

یقیناً میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔ (ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی)

سب نے ترجمہ کیا ہے کہ میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔ سیدھی راہ پر ہے۔ جب کہ امام احمد رضا نے زبان و بیان اور مزاجِ قرآن کی صحیح رعایت کرتے ہوئے کتنا ایمان افروز ترجمہ فرمایا ہے "بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے۔"

۶ - وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ۔ (۲۹ - حجر - پ ۱۴)

اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں (کنز الایمان)

اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں۔ (ترجمہ ابو الاعلیٰ مودودی)

"اپنی طرف سے جان ڈال دوں"، یا اپنی روح اپنی جان سے کچھ پھونک دوں، کے مقابلہ میں کنز الایمان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جس میں عظمتِ توحید اور اعزاز روح دونوں کے جلوے صاف نظر آئیں گے۔ "اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں۔"

۷ - لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهُ بِالْغَيْبِ۔ (۹۴ - مائدہ - پ ۷)

کہ اللہ پہچان کرادے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

مؤخر الذکر دونوں تراجم میں ہے تاکہ اللہ معلوم کرے۔ جب کہ امام احمد رضا نے ترجمہ فرمایا ہے۔ تاکہ اللہ پہچان کرادے۔ خود کوئی چیز معلوم کرنا اور دوسرے کو پہچان کرا[نا] ان دونوں کے اندر جو واضح فرق ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

۸ - اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ۔ (۱۴۳ - بقرہ - پ ۲)

کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے (کنز الایمان)

مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے

اور کون پیچھے کو ہٹ جاتا ہے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

"اس واسطے کہ معلوم کریں"، اور "تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے"، اور "کہ دیکھیں"، کے درمیان بھی تقریباً وہی فرق پایا جاتا ہے جس کی طرف اس سے پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے۔

۹ - اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ (۱۴۱ - نساء - پ ۵)

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کرکے مارے گا۔ (کنز الایمان)

البتہ منافق چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

مؤخر الذکر دونوں تراجم کے اندر دھوکہ میں ڈالنے اور دغا دینے کی نسبت خدائے سبوح و قدوس کی طرف نہایت بے باکی کے ساتھ کر دی گئی ہے۔ جب کہ امام احمد رضا نے اتنا صحیح اور محتاط ترجمہ کیا ہے کہ ان کے علم و بصیرت اور قرآن فہمی کو بے اختیار تحسین و مرحبا کہنے کو جی چاہتا ہے۔ اس ترجمہ سے عظمتِ توحید کس طرح اُبھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ "اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کرکے مارے گا۔"

۱۰ - كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ۔ (۷۶ - یوسف - پ ۱۳)

ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی۔ (کنز الایمان)

یوں داؤ بتایا ہم نے یوسف کو۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

اردو زبان کے اندر "داؤ بتانا" بڑا ہی معیوب سمجھا جاتا ہے جس کی نسبت کسی اچھے انسان کی طرف نہیں کی جاتی۔ اور یہاں معاملہ خود خالق کا ہے۔ اسی لئے امام احمد رضا نے ترجمہ فرمایا ہے "ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی۔"

۱۱ - وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۔ (۵۴ - آل عمران - پ ۳)

کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔ (کنز الایمان)

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

اس آیت کے ترجمہ میں بھی مؤخر الذکر مترجم نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور اس نے مکر اور داؤ کی نسبت اللہ کی طرف کردی ہے جب کہ امام احمد رضا نے روح قرآن اور عظمت توحید کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ترجمہ فرمایا ہے "اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی۔ اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے۔

۱۲- سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ۔ (۷۹۔ توبہ۔ پ ۱۰)

اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا۔ (کنز الایمان)

اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن دیوبندی)

اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ (ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی)

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مؤخر الذکر مترجمین نے قرآن کی روح کو سمجھنے اور عظمتِ توحید کا پاس و لحاظ رکھنے میں اتنی غفلت کیوں برتی اور خود اردو زبان کے مزاج کو انہوں نے سامنے کیوں نہیں رکھا۔ کیا مذاق اڑانا اور ٹھٹھا کرنا مسلم معاشرے میں کسی مہذب اور شریف انسان کو زیب دیتا ہے؟ چہ جائیکہ اس کی نسبت اس خدائے وحدہ لاشریک کی طرف کی جائے جس کی ذات تمام نقائص و معائب اور غیر مہذب و ناشائستہ باتوں سے پاک و منزہ ہے۔ امام احمد رضا نے کتنا حقیقت آموز اور ایمان افروز ترجمہ کیا ہے "اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا۔"

یہاں ہم نے صرف بارہ آیات کریمہ کے تراجم کا نہایت عاجلانہ تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے جس کی تفصیل کی جائے تو ایک طویل مقالہ تیار ہو جائے۔ اور اگر دقتِ نظر کے ساتھ پورے قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے اور اس کے اردو تراجم کا مطالعہ کیا جائے تو اس طرح کی سیکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جیسی کہ چند مثالیں ابھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں

امام احمد رضا نے اپنے ترجمۂ قرآن (کنز الایمان) کے ذریعہ ملّتِ اسلامیہ ہند اور اردو دنیا پر احسان عظیم فرمایا ہے جس کا اب رفتہ رفتہ اعتراف بھی کیا جانے لگا ہے۔ اور علماء و دانشور جیسے جیسے کنز الایمان کا مطالعہ کرتے جائیں گے اور اس کی خوبیوں کو سمجھتے جائیں گے ویسے ویسے اس کی عظمت و اہمیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔

عظمتِ رسالت کا احترام

تراجم قرآن کی تاریخ میں اردو زبان کو یہ شرف و امتیاز حاصل ہے کہ اس کے اندر قرآن حکیم کے ترجموں کی تعداد دنیا کی ہر زبان سے زیادہ ہے۔ چنانچہ اب تک کی تحقیق کے مطابق تین سو سے زیادہ ترجمے اردو زبان کے اندر ہو چکے ہیں۔ اور اب ان کا سلسلہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

لیکن بغیر کسی نمایاں خوبی کے ترجموں کی تعداد میں اضافہ ہوتے رہنا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ نہیں۔ اور بیشتر ترجموں کا مطالعہ کرنے کے بعد یہی محسوس ہوتا ہے کہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھانے کی خواہش یا اپنے چند مخصوص خیالات و نظریات کی تبلیغ کے پیش نظر یہ کام کیا گیا تاکہ قرآنی تعلیم کی آڑ میں اپنے افکار کو آسانی کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں اتارا جا سکے۔

اردو تراجم قرآن کا اگر اس رُخ سے جائزہ لیا جائے کہ عظمتِ توحید و رسالت کے تحفظ اور اسلام کے صحیح احکام و مسائل کی ترجمانی تفاسیر معتبرہ کی روشنی میں کس ترجمہ کے اندر زیادہ کی گئی ہے تو میرے علم و مطالعہ کی حد تک امام احمد رضا فاضل بریلوی کے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کا نام سرِ فہرست نظر آئے گا۔

کیوں کہ اس کا مترجم عالم اسلام کی وہ عظیم عبقری شخصیت ہے جس کو نہ صرف یہ کہ پچاس سے زائد علوم و فنون میں مہارت حاصل ہے بلکہ اس نے جو کچھ لکھا وہ قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں لکھا اور سائنس و علوم جدیدہ کو بھی اسلام کا تابع ہی بنا کر رکھا۔

دینی، علمی اور فنی نقطۂ نظر سے کنز الایمان بے شمار اوصاف و کمالات کا جامع ہے اور اہل علم نے کتب و مقالات کے ذریعہ اس کے محاسن کو اجاگر بھی کر دیا ہے۔

پاک وہند کے طول وعرض میں کنز الایمان عوام وخواص کے اندر جو بے نظیر مقبولیت حاصل کر چکا ہے وہ اب کوئی مخفی حقیقت نہیں رہ گئی ہے۔ اور انصاف پسند علمی طبقے اس کی اہمیت وافادیت کے اب معترف اور قائل بھی ہو چکے ہیں اور روز بروز اس کی طلب میں نمایاں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے۔

یہاں ہم اپنے موضوع کی مناسبت سے صرف ایک پہلو کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرا رہے ہیں کہ دیگر تراجم قرآن کے مقابلے میں کنز الایمان کا ایک ممتاز وصف یہ ہے کہ جہاں جہاں رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے قرآن حکیم میں کوئی بات کہی گئی ہے وہاں وہاں صاحب کنز الایمان نے اس کا خصوصی خیال رکھا ہے کہ ترجمہ اس انداز سے نہ کیا جائے کہ آپ کی عظمت ومنزلت کی طرف سے کوئی بھی مشکوک بات کسی کے ذہن میں پیدا ہو سکے۔ بلکہ ہر جگہ مناسب اور شایان شان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء ومرسلین کے مقام ومنصب کا بھی پاس ولحاظ رکھا گیا ہے۔ مثلاً

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۴۴)

اس آیت کریمہ کا مختلف مترجمین نے جو ترجمہ کیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں۔

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسول ہے۔ ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں۔ (محمود الحسن دیوبندی)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (خدا کے) پیغمبر ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ (یعنی مرتد ہو جاؤ)۔ (فتح محمد جالندھری)

اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں۔ آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (اشرف علی تھانوی)

محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (ابو الاعلیٰ مودودی)

اب دامن احتیاط وادب کو تھامے ہوئے امام احمد رضا کا یہ ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

ترجمہ کے ان حصوں پر توجہ فرمائیں "اور محمد تو ایک رسول ہیں" "وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں"، آپ کو واضح طور پر سمجھ میں آجائے گا کہ اس کے اندر صحت ترجمہ بھی ہے اور حسن ادب بھی۔

۲۔ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۔ (سورہ مائدہ۔ آیت ۶۷)

اس کے مختلف ترجمے ملاحظہ فرمایئے۔

اے رسول پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہیں پہنچایا اس کا پیغام۔ (محمود الحسن دیوبندی)

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کا پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) (فتح محمد جالندھری)

اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر ایسا کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک بھی پیغام نہیں پہنچایا۔ (اشرف علی تھانوی)

اے پیغمبر جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ (ابو الاعلیٰ مودودی)

اور اسی آیت کا ترجمہ امام احمد رضا نے اس طرح کیا۔

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا۔ (کنز الایمان)

سبھی مترجمین نے ترجمہ کیا "اگر ایسا نہ کیا"، جو لفظی اعتبار سے صحیح ہے۔ اور امام احمد رضا نے ترجمہ کیا "اور ایسا نہ ہو تو"، جس کے اندر صحت ترجمہ اور حسن ادب کا بڑا ہی خوبصورت

امتزاج ہے۔

۳۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (انعام آیت ۵۶)

تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر، بے شک اب تو میں بہک جاؤں گا اور نہ رہوں گا ہدایت پانے والوں میں۔ (محمود الحسن دیوبندی)

کہہ دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا۔ ایسا کروں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہوں۔ (فتح محمد جالندھری)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیوں کہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔ (اشرف علی تھانوی)

کہو میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا اگر میں نے ایسا کیا تو گمراہ ہو گیا اور راہ پانے والوں میں سے نہ رہا۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

اب امام احمد رضا کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمایئے جس میں کس مضبوط و مستحکم اور خوبصورت انداز میں حکم خداوندی پر چلتے رہنے کا اعلان بھی ہے اور پاس ادب بھی۔

تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا۔ یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں۔ (کنز الایمان)

۴۔ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ (الاعراف آیت ۱۸۴)

کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے صاف۔ (محمود الحسن دیوبندی)

کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو (کسی طرح کا بھی) جنون نہیں ہے۔ وہ تو ظاہر ظہور ڈر سنانے والے ہیں۔ (فتح محمد جالندھری)

کیا ان لوگوں نے اس بات میں غور نہیں کیا کہ ان کا جن سے سابقہ ہے ان کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانے والے ہیں۔ (اشرف علی تھانوی)

اور کیا ان لوگوں نے کبھی سوچا نہیں؟ ان کے رفیق پر جنون کا کوئی اثر نہیں ہے وہ تو ایک خبردار کرنے والا ہے (جو برا انجام سامنے آنے سے پہلے) صاف صاف متنبہ کر رہا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

کوہ صفا پر چڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبائل کو دعوتِ اسلام دی تو ان میں سے کسی نے آپ کی طرف جنون کی نسبت کی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عموماً سبھی مترجمین نے ترجمہ کیا کہ انہیں کچھ جنون نہیں۔ لیکن ژرف نگاہی اور جذبہ عشق و محبت کے ساتھ امام احمد رضا کے ترجمہ پر غور کریں تو آپ کو سمجھ میں آجائے گا کہ عظمتِ رسول کا احترام انہیں کس درجہ عزیز تھا۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں۔ جس کا یہ حصہ آپ غور سے پڑھیں۔" ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں "

کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں۔ وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔ (کنز الایمان)

۵۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ۔ (سورہ توبہ آیت ۴۳)

اللہ بخشے تجھ کو، کیوں رخصت دے دی تو نے ان کو، یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو۔ (محمود الحسن دیوبندی)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دے دی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔ (اشرف علی تھانوی)

اب آپ امام احمد رضا کا ترجمہ اور اس کی ایمان افروز تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تمہیں معاف کرے۔ تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے تم پر سچے اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے۔ (کنز الایمان)

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ سے ابتدائے کلام وافتتاح خطاب، مخاطب کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کے لئے ہے۔ اور زبانِ عرب میں یہ عرف شائع ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقع پر ایسے کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رضی اللہ عنہ نے شفا میں فرمایا، جس کسی نے اس سوال کو عتاب قرار دیا اس نے غلطی کی۔ کیوں کہ غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضرت کے اختیار میں تھے اور آپ اس میں مختار تھے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دیجئے تو لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ فرمانا عتاب کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ اظہار ہے کہ اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی وہ جہاد میں جانے والے نہ تھے۔

اور عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔ گناہ سے تو تمہیں واسطہ ہی نہیں۔ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ تکریم و توقیر اور تسکین و تسلّی ہے کہ قلب مبارک پر لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ فرمانے سے کوئی بار نہ ہو۔ (خزائن العرفان صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی)

۶ - قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَىَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهٗ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ۔ (حٰم۔ السجدہ۔ آیت ۶)

تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم، حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے۔ سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو۔ (محمود الحسن دیوبندی)

کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم (وہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف (متوجہ) رہو۔ اور اسی سے مغفرت مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے۔ (فتح محمد جالندھری)

آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔ مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ سو اس (معبود برحق) کی طرف سیدھا باندھ لو اور اس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔ (اشرف علی تھانوی)

اے نبیؐ، ان سے کہو میں تو ایک بشر ہوں تم جیسا۔ مجھے وحی کے ذریعہ سے بتایا جاتا ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے۔ لہٰذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے معافی چاہو۔ تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

اب امام احمد رضا کا وہ حقیقت افروز ترجمہ ملاحظہ فرمایئے جس سے مثلیت کا مسئلہ بھی واضح ہو جائے گا اور قرآن کا مفہوم بھی ادا ہو جائے گا۔ ساتھ ہی اس ادّعائے مثلیت کی نفی بھی ہو جائے گی جس سے عظمتِ رسالت پر آنچ آتی ہے۔

تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں۔ مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک

ہی معبود ہے۔ تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے شرک والوں کو۔ (کنز الایمان)

۷ - اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (الزمر۔ آیت ۳۰)

بے شک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتا ہے۔ (محمود الحسن دیوبندی)

(اے پیغمبر) تم بھی مر جاؤ گے اور یہ بھی مر جائیں گے۔ (فتح محمد جالندھری)

آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (اشرف علی تھانوی)

(اے نبی) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

اردو زبان کے لحاظ سے انصاف کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عام لوگوں کی طرح "مرنے" کا لفظ استعمال کرنا کہاں تک درست ہے۔ اور ساتھ ہی امام احمد رضا کے اس ترجمہ کو بھی سامنے رکھا جائے۔

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ (کنز الایمان)

۸ - يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ۔ (احزاب آیت ۱)

اے نبی! ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا۔ (محمود الحسن دیوبندی)

اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئے۔ (اشرف علی تھانوی)

اے نبی! اللہ سے ڈرو اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کرو۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)

اب امام احمد رضا کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا۔ (کنز الایمان)

اس ایک آیت کے ترجمہ میں کنز الایمان کے اندر تین خوبیاں ہیں۔

پہلی خوبی تو یہ ہے کہ نبی کا لفظی ترجمہ کر دیا یعنی غیب کی خبریں بتانے والے۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ یوں ہی خوف رکھنا کا ترجمہ کر کے قرآن کا صحیح مفہوم ادا کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا سے ہمیشہ خوف رکھتے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں مزید تعلیم دے رہا ہے کہ خوف رکھنے کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہنا چاہیئے۔

تیسری خوبی یہ ہے کہ کافروں منافقوں کی نہ سننا کا ترجمہ کرکے یہ بتلادیا کہ ان کی اطاعت تو آپ نہ کرتے ہیں نہ کریں گے، اس کا بھی خیال رکھیں کہ ان کی لغو باتوں کی طرف کوئی دھیان ہی نہ دیں اور ان کی کوئی بات ہی نہ سنیں۔

یہ تھی کنز الایمان کے اندر عظمتِ رسول کے احترام کی ایک جھلک کہ جن آیات کے ترجمہ میں مترجمین لڑکھڑا گئے یا ان کی نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے ان کا ترجمہ کرتے وقت امام احمد رضا کا قلم بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا اور اس نے عظمتِ رسول کے احترام کے قابلِ تقلید نمونوں اور اس کی واضح مثالوں سے ہمارے ایمان کو تازگی بخشی۔ جس کے اپنے تو مداح تھے ہی اب رفتہ رفتہ بیگانے بھی معترف ہوتے جارہے ہیں۔ اور یقیناً یہ فیضانِ عشقِ رسول ہے جس نے امام احمد رضا کے قلم کو احتیاط و انضباط، اعتدال و توازن، ژرف نگاہی و نکتہ رسی، اور ایقان و اذعان کی دولت سے مالامال کرتے ہوئے اسے صحیح وجدان و عرفان مومنانہ کا حامل و امین اور آدابِ عشق و وارفتگی کا محرم راز بنادیا۔

نظریات جماعت اسلامی کا ایک مشہور ترجمان ماہنامہ الحسنات، رام پور۔ یوپی۔ انڈیا کنز الایمان کی اسی خوبی و خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے ——— یہ ترجمہ اس حیثیت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ جن چند آیاتِ قرآنی کے ترجمہ میں ذرا بے احتیاطی سے حق جل مجدہٗ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے (مولانا) احمد رضا خاں نے ان کے بارے میں خاص احتیاط برتی ہے۔

(ص ۵۵ شخصیات نمبر۔ سالنامہ ۱۹۷۹ء)

اور اسی وصف کو ایک ترجمۂ آیت کے ذریعہ اجاگر کرتے ہوئے مولانا کوثر نیازی سابق وزیر اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان لکھتے ہیں:

" وَ وَجَدَکَ ضَالًّا فَھَدٰی کے ترجمہ کو دیکھ لو۔ قرآن پاک شہادت دیتا ہے مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ رسولِ گرامی نہ گمراہ ہوئے نہ بھٹکے۔

ضَلَّ ماضی کا صیغہ ہے، مطلب یہ ہے کہ ماضی میں آپ کبھی گم گشتہ راہ نہ ہوئے۔ عربی زبان ایک سمندر ہے اس کا ایک ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے۔ ترجمہ کرنے والے

اپنے عقائد و افکار کے رنگ کے مطابق ان کا کوئی سا مطلب اخذ کرلیتے ہیں۔

وَ وَجَدَکَ ضَالًّا کا ترجمہ مَاضَلَّ کی شہادت قرآن کو سامنے رکھ کر عظمتِ رسول کے عین مطابق کرنے کی ضرورت تھی، مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو انہوں نے آیت قرآنی سے کیا انصاف کیا ہے؟

شیخ الہند مولانا محمود الحسن ترجمہ کرتے ہیں: " اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی "۔

کہا جاسکتا ہے کہ مولانا محمود الحسن ادیب نہ تھے ان سے چوک ہوگئی۔

آیئے! ادیب، شاعر اور مصنف و صحافی مولانا عبدالماجد دریابادی کی طرف رجوع کرتے ہیں ان کا ترجمہ ہے: " اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا "۔

مولانا دریابادی پرانی وضع کے اہل زبان تھے ان کے قلم سے صرفِ نظر کرلیجئے اور اس دور میں اردوئے معلّٰی میں لکھنے والے اہل قلم حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے دروازے پر دستک دیجئے ان کا ترجمہ یوں ہے: " اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی "۔

العیاذ باللہ! پیغمبر کی گمراہی اور ہدایت یابی میں جو وسوسے اور خرخشے چھپے ہوئے ہیں انہیں نظر میں رکھئے اور پھر کنز الایمان میں امام احمد رضا کے ترجمے کو دیکھئے۔

بیا ورید گر ایں جا بود زباں دانے
غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

امام نے کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

" اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی "۔

(ص ۲۰۔ امام احمد رضا بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت۔ ادارہ تحقیقاتِ رضا۔ کراچی)

امام احمد رضا کانفرنس

۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء

اسلام آباد ہوٹل۔ اسلام آباد۔ پاکستان

اردو تراجمِ قرآن کا ایک تقابلی مطالعہ

اردو زبان میں ترجمۂ قرآن کی بنیاد حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور حضرت شاہ عبد القادر دہلوی علیہما الرحمۃ و الرضوان نے ڈالی تھی۔ ان کے بعد بہت سے اردو داں علماءِ ہند نے اس طرف توجہ کی اور اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق ترجمۂ قرآن کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اور اس وقت ان تراجم قرآن کی ایک اچھی خاصی تعداد اردو زبان میں پائی جاتی ہے۔

ان سبھی اردو تراجم میں برصغیر ہند و پاک کے اندر جن تین تراجم قرآن کا مطالعہ عوام و خواص میں نسبتہً زیادہ رواج ہے ان کے مترجمین کے نام یہ ہیں۔

۱۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا قادری فاضل بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

۲۔ سرخیل علماء دیوبند مولانا اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۳۶۲ھ)

۳۔ بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (متوفی ۱۹۸۱ء)

اپنے اس مقالہ کے اندر ہم انہیں تینوں علماء کے تراجمِ قرآن کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کریں گے اور یہاں صرف سورۂ بقرہ کی آیاتِ مبارکہ کے تراجم کا ایک جائزہ مقصود ہے۔ موضوع کی مناسبت سے بعض دوسری آیات کا بھی اگرچہ کہیں کہیں ذکر آگیا ہے مگر ہماری اصل توجہ سورۂ بقرہ ہی پر مرکوز رہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے معرفتِ شرائط و آدابِ مفسّر کے ضمن میں علماء کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ جن پندرہ علوم کا مفسّر کو جامع ہونا ضروری ہے ان میں ایک علم اصول دین ہے کیوں کہ بعض آیات کا ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے ظاہری معنیٰ کی نسبت

جائز نہیں ہوتی ہے۔

اس معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل دو آیات کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

عظمتِ توحید ۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۹)

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو مگر حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔ (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از فاضل بریلوی)

(یعنی محض چالبازی کی راہ سے اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اور واقع میں کسی کے ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکہ میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

مخادعۃ جو باب مفاعلۃ کا ایک مصدر ہے اس کے اندر یہاں اشتراک نہیں بلکہ موافقت مجرد ہے یعنی يُخٰدِعُوْنَ بمعنی يَخْدَعُوْنَ ہے۔ اس لئے دھوکہ اور چال صرف منافقین کی طرف سے ہے جس کا اللہ سبحانہ عزوجل پر کوئی اثر ممکن نہیں اور اس کی تائید خود وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ سے ہوتی ہے۔

"چالبازی کرتے ہیں" اور "دھوکہ بازی کرتے ہیں" کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس سے دھوکہ اور چال کی تاثیر کی بذات خود کوئی نفی نہیں ہوتی۔ جب کہ کنز الایمان (از فاضل بریلوی) میں "فریب دیا چاہتے ہیں" کا ترجمہ کر کے اس تاثیر کی مکمل نفی کر دی گئی ہے۔

۲۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۵)

اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)

اللہ ہی استہزاء کر رہے ہیں ان کے ساتھ۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

الفاظ استہزاء اور مذاق اردو زبان میں کیا مفہوم اور کیسے نتائج رکھتے ہیں اور اللہ رب العزت کی طرف ان کی نسبت کرنے میں کس حد تک پاس ادب ہے؟ اسے پہلی ہی نظر میں

خوب اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ جملہ سابقہ پر معطوف نہیں۔ اور اس میں جزاء استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے کنزالایمان میں "جیسا اس کی شان کے لائق ہے"، کہہ کر اس مفہوم استہزاء کی صریحاً نفی کردی گئی ہے جس سے جناب باری تعالیٰ میں کسی سوء ادب کا احتمال بھی پیدا ہو سکے۔

ایک ترجمہ قرآن (شیخ الہند) مولانا محمود الحسن کا بھی ہے جس میں مولانا موصوف اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں "اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے"۔ یہ ہنسی کرنا بھی تقریباً وہی مفہوم رکھتا ہے جو مذاق و استہزاء میں شامل ہے۔

مولانا محمود الحسن کا یہ ترجمہ قرآن وہی ہے جسے ابھی چند ماہ بیشتر برصغیر میں واقع سعودی سفارت خانے نے لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کرایا ہے۔ اور یہاں اس وضاحت کی ضرورت نہیں کہ سعودی عرب سارے عالم اسلام و عالم عرب میں محافظ توحید ہونے کا تنہا سب سے بڑا مدعی اور علمبردار رہا ہے۔

ترجمہ مولانا محمود الحسن کے ان دو نمونوں سے بھی آپ بآسانی اس حقیقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عظمت توحید و ناموس رسالت کے ساتھ خود حکومت سعودی عرب کی جانب سے یہ کیسا ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔

۱۔ (الف) وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔ (سورہ آل عمران۔ آیت ۵۴)

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن)

(ب) فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُونَ۔ (سورہ اعراف۔ آیت ۹۹)

سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن)

مکر ہو یا داؤ یہ دونوں الفاظ اردو زبان میں مذموم سمجھے جاتے ہیں اس لئے "مَكَرَ اللّٰهُ" کا ترجمہ کنزالایمان میں اللہ کی خفیہ اور چھپی تدبیر کیا گیا ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ کے ترجمہ سے بھی اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے۔

إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ (سورۂ نساء۔ آیت ۱۴۲)

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل

کر کے مارے گا۔ (کنزالایمان) لیکن حیرت ہے کہ مولانا محمود الحسن نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیسے کردیا: "البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا"۔

۲۔ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ (سورۃ والضحیٰ۔ آیت ۷)

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن)

"بھٹکنا"، کتنا روح فرسا اور دل آزار لفظ ہے جس کا انتساب اس پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف کیا گیا ہے جو ہادیٔ عالم اور رہنمائے انسانیت ہے۔

کیا مترجم کی نظر میں "رَاعِنَا"، اور "اُنْظُرْنَا"، کا فرق بھی واضح نہیں تھا؟

کنزالایمان میں مذکورہ آیت کریمہ کا یہ ایمان افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا گیا ہے۔

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔ (کنزالایمان)

ضلال کے اس معنی کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔

قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيمِ۔ (سورۂ یوسف۔ آیت ۹۵)

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔ (کنزالایمان)

مقام حیرت و استعجاب ہے کہ وہ ترجمہ قرآن جس میں دغا و مکر اور داؤ کی نسبت رب کائنات کی طرف اور بھٹکنے کی نسبت رسول کائنات کی طرف کی جارہی ہے۔ اسے تو سعودی حکومت دل میں جگہ دیتی اور آنکھوں سے لگاتی ہے۔

اور وہ ترجمہ قرآن جو عظمت و حرمت خدا اور رسول کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہے اور اس پر کسی طرح کی آنچ آنا اس کے نزدیک وقار دین و دانش اور غیرت عشق و عرفان کے منافی ہے۔ اس کے اخراج و احراق کا حکم صادر کرتی ہے۔ یہ کون سا دین؟ یہ کون سا اسلام؟ اور یہ کون سی توحید پرستی ہے؟

اب وقت آچکا ہے کہ عالم اسلام کے مقتدر علماء اور بالغ نظر دانشوران کتاب و سنت کی روشنی میں اصل حقائق کا پتہ لگا کر صحیح ترجمہ قرآن کی نشاندہی کریں اور اپنے اوپر عائد ایک اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔ ؏ صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

عظمت نبوت۔ حضرت آدم علیہ السلام جس لغزش کی وجہ سے دنیا میں بھیجے گئے

اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۳۵-۳۶)

مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کردیا۔ (کنز الایمان)

اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی انہیں میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھے ہیں۔ پھر لغزش دی آدم و حوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کرکے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو جاؤ گے۔ آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

ترجمۂ قرآن کے اندر جس طرح لفظ و معنی کی باہمی رعایت ضروری ہے اسی طرح اصول تفسیر کا ایک اہم قاعدہ یہ ہے کہ راجح تفسیر کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔

مولانا مودودی نے ترجمہ کیا کہ "آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا" جب کہ راجح تفسیر کے مطابق کنز الایمان میں اس کا یوں ترجمہ کیا گیا "تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دے دی"

کنز الایمان میں "ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹنے" کی بجائے "لغزش" کا نہایت محتاط لفظ استعمال کیا گیا جس سے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی محض اجتہادی لغزش کا پتہ چلتا ہے جو معصیت نہیں ہوتی۔

مولانا مودودی نے ترجمہ کیا "ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے" جب کہ حدِ ادب کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے اور بزبان اردو لفظِ ظالم کے استعمال سے اجتناب کرتے ہوئے کنز الایمان میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا "کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے" واضح رہے کہ عربی زبان میں ظلم کا معنی ہے کسی چیز کو بے موقع رکھنا۔ اور یہاں ظلم خلافِ اولیٰ کے معنی میں ہے۔ جب کہ

اردو زبان میں ظلم اور ظالم بہت مذموم معنی میں مستعمل ہے۔

مولانا تھانوی نے "برطرف کرکے رہا" مولانا مودودی نے "نکلوا کر چھوڑا" ترجمہ کیا ہے۔ جب کہ کنز الایمان میں "انہیں الگ کردیا" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور ان تینوں ترجموں کے درمیان اصل مفہوم ادا کرنے کا جو نازک اور لطیف جذباتی فرق پایا جاتا ہے وہ بھی قابلِ لحاظ ہے۔

۲۔ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۶۱)

اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے۔ (کنز الایمان)

اور قتل کردیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

مولانا تھانوی اور مولانا مودودی نے مذکورہ ترجمہ نیز آیت ۸۷-۹۱ وغیرہ کے ترجموں میں انبیاء کے لئے قتل کا لفظ اختیار کیا ہے جو لغوی اعتبار سے تو صحیح ہے لیکن اردو زبان میں قتل ایک عام سا لفظ ہے جب کہ شہید کا لفظ بڑا ہی معزز و محترم ہے اس لئے عظمتِ انبیاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے کنز الایمان میں شہید ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۱۹)

بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو گا۔ (کنز الایمان)

ہم نے آپ کو ایک سچا دین دے کر بھیجا ہے کہ خوش خبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی بازپرس نہ ہو گی۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اب جو لوگ جہنم سے رشتہ جوڑ چکے ان کی طرف سے تم ذمہ دار و جواب دہ نہیں ہو۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

غور کیا جائے کہ "بازپرس" اور "جواب دہ" کے مفہوم میں جو شدت ہے اس کے مقابلے میں "سوال" کتنا محتاط اور بامعنی لفظ ہے جو بارگاہِ رسول میں صاحبِ کنز الایمان کے اس انتہائی ادب و احترام کی غمازی کرتا ہے جس کا درس قرآن حکیم نے اہل ایمان کو دیا ہے اور اس کی ہدایت کی ہے۔

۴۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۱۰۳)

اے ایمان والو! رَاعِنَا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ اور پہلے ہی سے بغور سنیں۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

اے ایمان والو! تم (لفظ) رَاعِنَا مت کہا کرو اور اُنْظُرْنَا کہہ دیا کرو۔ اور اس کو اچھی طرح سن لیجیو، اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک (ہی) ہوگی۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہو اور توجہ سے بات کو سنو، یہ کافر تو عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

مؤخر الذکر دونوں ترجموں کو پڑھیں اور پھر اول الذکر ترجمہ کا یہ حصہ بغور پڑھیں "اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں"۔ کتنا ایمان افروز اور کتنا ادب آموز ترجمہ ہے یہ کہ پڑھ کر روحِ ایمان کو وجد آجائے اور دل و نگاہ عشقِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کیف و سرور اور سرشاری و سرمستی میں ڈوب جائیں۔ سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے کہ ؎

فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں
اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں

الفاظ کی خصوصی رعایت:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۶)

بے شک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا ذکر فرمائے۔ مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر۔ (کنز الایمان)

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

ہاں! اللہ اس سے ہرگز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

تمثیلیں دینے سے زیادہ عام فہم ہے مثال بیان کرنا۔ اور مثال بیان کرنے سے زیادہ

آسان اور مفید مطلب ہے مثال سمجھانا۔ لفظ کی رعایت کرتے ہوئے نیز معنوی جامعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے "حیا" کا ترجمہ بھی زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح "مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر"، اس ترجمہ میں "خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی"، سے کم الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے جو ایک خوبی ہے۔ علاوہ ازیں بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا کی لفظی رعایت کنز الایمان کے اندر ترجمۂ مولانا مودودی سے زیادہ ہے۔

۱۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۱۰)

اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ (کنز الایمان)

اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے حق تعالیٰ کے پاس (پہنچ کر) اس کو پالو گے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

تم اپنی عاقبت کے لئے جو بھلائی کما کر آگے بھیجو گے اللہ کے یہاں اسے موجود پاؤ گے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ کی بھرپور لفظی رعایت و صحتِ معنی کنز الایمان کے اندر مؤخر الذکر دونوں تراجم سے زیادہ ہے۔

۲۔ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۱۲۶)

فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا۔ (کنز الایمان)

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس شخص کو بھی جو کافر رہے سو ایسے شخص کو تو تھوڑے روز خوب آرام برتاؤں گا۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

جواب میں اس کے رب نے فرمایا اور جو نہ مانے گا دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

یہاں بھی فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا کی مختصر الفاظ میں بھرپور لفظی رعایت کا اہتمام کنز الایمان ہی کے اندر ہے۔

۳۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۱۱۴)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے۔ (کنز الایمان)

اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے کی بندش کرے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کے معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"نام خدا لئے جانے سے" اس ترجمہ میں لفظ کی رعایت بھی ہے اور نامِ خدا میں ذکر و عبادت کی جامعیت بھی ہے. مولانا مودودی نے بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے مگر مسجد کی جگہ انہوں نے معبد کا لفظ استعمال کر دیا ہے جس کی یہاں چنداں ضرورت نہیں تھی کیوں کہ مسجد اپنے پورے مفہوم اور جملہ لوازم کے ساتھ عربی و اردو دونوں زبانوں میں معبد سے کہیں زیادہ معروف و مشہور ہے۔

۴- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۲۵۰)

اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ۔ (کنز الایمان)

اے ہمارے پروردگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

یہ دعا صبر اور استقلال دو چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ ترجمۂ کنز الایمان سے بھی واضح ہے مولانا تھانوی نے اپنے ترجمہ میں استقلال اور ثبات قدمی (ہمارے قدم جمائے رکھیے) ہی کا مفہوم ادا کیا جب کہ صبر کی بھی دعا ہونی چاہیئے جو استقلال سے زیادہ عام ہے۔

۵- ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۲۸۱)

اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی۔ (کنز الایمان)

پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (بدلہ) پورا پورا ملے گا۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"کمائی پوری بھر دی جائے گی" پورے معنی و مفہوم کی ادائیگی کے ساتھ اس ترجمہ میں الفاظ کی کیسی عمدہ رعایت برتی گئی ہے۔

رُوحِ خطاب کی رعایت:

۱- فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۲۵۸)

تو ہوش اڑ گئے کافر کے۔ (کنز الایمان)

اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب بن نہ آیا) (ترجمہ مولانا تھانوی)

یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"متحیر رہ گیا" اور "ششدر رہ گیا" انتہائی حیرت و استعجاب کو تو ظاہر کرتا ہے مگر کافر کی جس عاجزی و درماندگی اور سپر اندازی کی کیفیت کا اظہار یہاں مقصود ہے وہ "ہوش اڑ گئے" کے اندر ترجمہ کی حد تک بدرجۂ اتم موجود ہے۔

۲- قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ. (سورۂ بقرہ آیت ۱۱۱)

تم فرماؤ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ (کنز الایمان)

آپ کہئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ (دراصل نہ تمہاری کچھ خصوصیت ہے نہ کسی اور کی) (ترجمہ مولانا مودودی)

"لاؤ اپنی دلیل" کے اندر جو زورِ خطاب ہے وہ "اپنی دلیل لاؤ" یا "اپنی دلیل پیش کرو" کے اندر نہیں ہے۔

۳- فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ (سورۂ بقرہ۔آیت ۲۳)

تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔ (کنز الایمان)

تو اچھا پھر تم بنا لاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلّہ ہو۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"ایک سورت تو لے آؤ" کے اندر روحِ خطاب کی رعایت بھی ہے اور زبان کے رُخ معنویت بھی کہ کافروں کو چیلنج بھی ہے اور ان کی بے بسی کا اظہار بھی۔

۴- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۴)

پھر اگر تم نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے۔ (کنز الایمان)

لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکو گے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"ہم فرمائے دیتے ہیں،" کے ذریعہ جو زورِ خطابت پیدا ہوتا ہے اور کافروں کو اپنی بے چارگی کا جو احساس اس کے ذریعہ دلانا مقصود ہے وہ صرف "یقیناً" اور "قیامت تک" کے ذریعہ کس طرح پیدا ہوسکتا ہے۔

صحت وجامعیتِ مفہوم :۔

۱۔ قُلْ لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۲)

تم فرمادو کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔ (کنز الایمان)

آپ فرمادیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی مِلک ہیں جس کو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلادیتے ہیں۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اے نبی ان سے کہو مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۱۔ اِرارۃ الطریق۔ راستہ بتانا ۔ ۲۔ ایصال الی المطلوب۔ منزل تک پہنچادینا۔

ظاہر ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں ملکیتِ ارض وسماء اور اپنی جلالت وکبریائی کے اعلان کا حکم دے رہا ہے اور تحویلِ قبلہ کے بعد "اُمۃ وسط" کی عظمت واہمیت کا اظہار فرمارہا ہے تو منزل تک پہنچادینا ہی اس کی اعلیٰ ترین ہدایت ہوگی جو یہاں مطلوب ہوسکتی ہے۔ اور "سیدھی راہ چلاتا ہے" کے اندر اس کی اسی ہدایت کو پیش کیا گیا ہے۔ جو "سیدھی راہ دکھادیتا ہے" اور "سیدھا طریق بتلادیتے ہیں" سے زیادہ صحیح اور جامع ترجمہ ہے۔

۲۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔ (سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳)

اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔ (کنز الایمان)

اور اللہ جس کو چاہتے ہیں اس کو راہِ راست بتلادیتے ہیں۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اور اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست دکھادیتا ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

اس آیت میں سیدھی راہ دکھانے کا ترجمہ صحیح ہے مگر تینوں ترجموں کو سامنے رکھا جائے تو ایک فرق یہ ہے کہ کنز الایمان کے ترجمہ میں باعتبار زمانہ زیادہ عمومیت ہے۔

۳۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۹)

تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے (کنز الایمان)

آپ سے چاندوں کے حالات کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ وہ (چاند) آلۂ شناختِ اوقات ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اے نبی لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی صورتوں کے تعلق سے پوچھتے ہیں کہو یہ لوگوں کے لئے تاریخوں کی تعیین اور حج کی علامتیں ہیں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

الاھلۃ کا ترجمہ "نئے چاند" ہی ہونا چاہئے۔ مؤخر الذکر دونوں ترجمے تفسیری کیفیت کو زیادہ ظاہر کرتے ہیں۔

۴۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ (سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۸۷)

پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ (کنز الایمان)

پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ پورا کرو۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

تب یہ سب کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ پورا کرو۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

یہاں "رات تک" سے زیادہ صحیح بہتر اور جامع ترجمہ "رات آنے تک" ہے۔

۵۔ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۱۹)

تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔ (کنز الایمان)

آپ فرمادیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں۔ اور (وہ) گناہ کی باتیں ان کے فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

شراب اور قمار کے اندر نفع اور ضرر دونوں کا پہلو ہے۔ کنز الایمان میں "دنیوی نفع" کا (اضافہ) کرکے اخروی نفع کی صراحۃً نفی کردی گئی ہے جو قرآن کا مطلوب ہے۔

۶۔ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ۔ (سورۃ بقرہ۔ آیت ۲۲۸)

اور مَردوں کو ان پر فضیلت ہے۔ (کنز الایمان)

اور مَردوں کا ان کے مقابلے میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

البتہ مَردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"ایک درجہ"، یا "کچھ درجہ" کی بجائے کسی حد بندی سے اجتناب کرتے ہوئے کنز الایمان میں "فضیلت"، کا ترجمہ کر کے درجہ کو عام رکھا گیا ہے اور اسے وسعت دی گئی ہے۔

۷۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۷۹)

پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔ (کنز الایمان)

پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"اشتہار سن لو"، اور "آگاہ ہو جاؤ"، سے زیادہ باوزن اعلانِ جنگ "یقین کر لو"، کے ذریعہ ہوتا ہے۔

۸۔ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۶)

ہم ان میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ (کنز الایمان)

ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"تفریق نہیں کرتے"، سے وہ ایمان افروز متعین مفہوم ادا نہیں ہوتا جو "ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے"، کے ذریعہ ادا ہوتا ہے کہ ہم سارے انبیاء و مرسلین پر ایمان لانے میں کوئی فرق نہیں کرتے۔

۹۔ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲)

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں۔ (کنز الایمان)

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

ترجمہ کنز الایمان جس کمال و جامعیت کا حامل ہے اس کی توضیح سے پہلے دو جلیل القدر مفسرین کی تفسیریں ملاحظہ فرمائیں۔

امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

(لا ریب فیہ) نفی کونہ مظنۃ للریب بوجہ من الوجوہ[1] قرآن کے اندر کسی بھی شک کی گنجائش کی نفی کی گئی ہے۔

امام ابو السعود محمد بن محمد عمادی (م ۹۵۱ھ) تحریر کرتے ہیں۔

ومعنی نفیہ عن الکتاب انہ فی علو الشان وسطوع البرہان بحیث لیس فیہ مظنۃ ان یرتاب فیہ احد اصلا۔[2] نفی شک کا مطلب یہ ہے کہ اپنے علوِ مرتبت اور دلائل روشن کی وجہ سے یہ کتاب ایسی ہے کہ کسی شخص کے لئے اس کے اندر شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

اب آپ کنز الایمان کا حسن و کمال اور اس کی صحت و جامعیت کا معیار متعین کریں کہ کتاب مبین کی عظمت اور علوِ شان کے اظہار کے لئے "وہ بلند رتبہ کتاب"، اور اس کے اندر کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش کی نفی کے لئے "کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں"، کا ترجمہ کر کے اس کے منزل من اللہ ہونے کی حقیقت کو اس طرح واضح اور روشن و منور کر دیا ہے کہ اپنے ترجمہ کے دامن میں تفسیر کی خوبی بھی سمیٹ لی ہے۔

۱۰۔ وَ لَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَ تَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ (سورہ بقرہ آیت ۴۲)

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق نہ چھپاؤ۔ (کنز الایمان)

اور مخلوط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہو۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

"حق کو مشتبہ نہ بناؤ"، کے اندر دونوں پہلوؤں کا امکان ہو سکتا ہے کہ وہ حق بھی ہو سکتا ہے

---

[1] تفسیر کبیر جلد دوم ص ۱۹۔ [2] تفسیر ابو السعید جلد اول ص ۲۵۔

اور باطل بھی. جب کہ "حق سے باطل کو نہ ملاؤ"، کے اندر اس کا صاف صاف حکم موجود ہے کہ حق کو باطل سے دور ہی رکھو۔ حق ایک الگ چیز ہے اور باطل اس سے بالکل الگ چیز ہے۔ حق سے باطل کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے تم حق کو حق ہی کہو اور سمجھو اور حق ہی پر عمل کرو۔

اختصار و سلاست:۔

ذیل میں چند آیات کے صرف ترجمے پیش کئے جارہے ہیں جنہیں پڑھ کر اہل نظر پہلے ہی مرحلہ میں بطور خود یہ فیصلہ کریں گے کہ کون سا ترجمہ اختصار و سلاست اور حسن بیان کا آئینہ دار ہے۔

۱۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۹)

جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے۔ (کنزالایمان)

وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب. پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست کر کے بنائے سات آسمان۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

۲۔ وَ اللّٰهُ مُحِیْطٌ بِالْکٰفِرِیْنَ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹)

اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (کنزالایمان)

اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

اور اللہ ان منکرینِ حق کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۳۔ فَمَثَلُهٗ کَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَکَهٗ صَلْدًا۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲۶۴)

تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا۔ (کنزالایمان)

اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۴۔ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۴)

تو اتنے روزے اور دنوں میں۔ (کنزالایمان)

تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۵۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا. لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔ (کنزالایمان)

(وہ تھوڑے دن) ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے جس کا (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعۂ) ہدایت ہے اور (دوسرا وصف) واضح الدلالہ ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ (ذریعۂ) ہدایت (بھی) ہیں اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی (بھی)۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

۶۔ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۶۰)

فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ (کنزالایمان)

فرمایا کیا تو ایمان نہیں رکھتا اس نے عرض کیا ایمان تو رکھتا ہوں مگر دل کا اطمینان درکار ہے۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۷۔ وَ اَصَابَهُ الْکِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۶۶)

اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں۔ (کنزالایمان)

اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

جب کہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے بھی کسی لائق نہ ہوں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

۸۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۷۸)

اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، تو جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف

سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو، اور اچھی طرح ادا۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے بارے میں، آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام، غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں۔ ہاں جس کو اس کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے (مگر پوری نہ ہو) خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا (ہے) یہ قانون (دیت وعفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف اور (شاہانہ) ترحم ہے۔ (ترجمہ مولانا تھانوی)

۹ - وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

(سورۂ بقرہ - آیت ۷۶)

اور جب مسلمانوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کئے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے یہاں تمہیں پر حجت لائیں۔ کیا تمہیں عقل نہیں۔ (کنزالایمان)

اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (ان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لائے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے (علانیہ) یہودیوں کے پاس تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وہ باتیں بتلائے دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کر دی ہیں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دیں گے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس (سے) ہے۔

(ترجمہ مولانا تھانوی)

(محمد رسول اللہ پر) ایمان لانے والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی انہیں مانتے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تخلیہ کی بات چیت ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ بیوقوف ہو گئے ہو؟ ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے رب کے پاس تمہارے مقابلے میں انہیں حجت میں پیش کریں۔ (ترجمہ مولانا مودودی)

خلاصۂ کلام:۔ تینوں معروف اردو تراجم قرآن کا ایک تقابلی مطالعہ آپ حضرات

کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے جس میں علمی وتحقیقی انصاف ودیانت کے ساتھ حسن وقبح کا ایک نہایت اجمالی جائزہ لینے کی سنجیدہ کوشش کی گئی ہے اور ان کا صحیح معیار متعین کرنے کے لئے اردو زبان وبیان کے رخ سے خصوصیت کے ساتھ یہ تقابلی مطالعہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔

اطمینانِ خاطر کے لئے بہتر تو یہ ہوگا کہ دیگر تراجم قرآن کا بھی کئی گوشوں سے تحقیق وتفصیل کے ساتھ جائزہ لے لیا جاتا مگر اس مختصر سے تقابلی مطالعہ کے ذریعہ بھی راقم سطور کی طرح آپ حضرات اس نتیجہ تک پہونچ چکے ہوں گے کہ تفاسیر معتبرہ راجحہ کے مطابق قرآن حکیم کے معانی ومفاہیم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کنزالایمان اردو زبان میں اپنی مثال آپ ہے۔ کیوں کہ اس کے اندر دین ومذہب، علم وفن اور زبان وادب کی روح اور اس کے تقاضوں کی بھرپور رعایت کی گئی ہے اور اس کے بارے میں بجا طور پر یہ رائے قائم کی جانی چاہئے کہ:

کنزالایمان عظمتِ توحید کا محافظ ہے اور احترامِ انبیاء وصالحین کا داعی بھی۔ کنزالایمان نے الفاظ قرآن کے پیکر کو سامنے رکھتے ہوئے رُوحِ قرآن کو بڑی حد تک اپنے اندر جذب کر لیا ہے۔ کنزالایمان میں صحتِ مفہوم ومعنی بھی ہے اور حُسنِ ترجمہ بھی۔ کمال وجامعیت اس کا طرۂ امتیاز ہے اور اختصار وسلاست اس کا خوبصورت زیور۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کنزالایمان اردو زبان کے اندر صحیح معنوں میں موضحِ قرآن بھی ہے اور ترجمانِ قرآن بھی۔ تفہیم قرآن بھی ہے اور تذکیر قرآن بھی۔ تدبرِ قرآن بھی ہے اور بیانِ قرآن بھی۔ ضیاء قرآن بھی ہے اور انوار قرآن بھی۔ رُوحِ قرآن بھی ہے اور فیضانِ قرآن بھی۔ معارفِ قرآن بھی ہے اور محاسن قرآن بھی۔ نظمِ قرآن بھی ہے اور جمالِ قرآن بھی۔

اور اس کا بے مثال وباکمال مترجم ان عالمانہ صفات، مفسرانہ خصائص اور مومنانہ اوصاف وکمالات کا جامع ہے جس کے بارے میں بڑے اعزاز وافتخار کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ؎

سالہا در کعبہ وبُت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق دانائے راز آید بروں

امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس۔ شیرٹن ہوٹل کراچی۔ ستمبر ۱۹۹۱ء

لفظ ذنب کی تحقیق و تشریح

اہل ایمان کے نزدیک عصمتِ انبیاء و مُرسلین کا عقیدہ مسلّم اور نہایت مشہور و معروف ہے جس کا ذکر سبھی کتب عقائد و کلام میں موجود ہے۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جزء اول میں تفصیل کے ساتھ اس پر کئی ایک دلائل قائم فرمائے ہیں اور یہ ایسا واضح مسئلہ ہے جس پر خامہ فرسائی کی یہاں کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ فقہ اکبر، عقائد نسفی، شفاء قاضی عیاض، مدارج النبوۃ، روح البیان وغیرہ میں تفصیلات مذکور ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ـــــ جمہور اہل سنت کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام سے عمداً یا سہواً گناہ کبیرہ و صغیرہ سرزد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ بات ان کے مناصب جلیلہ اور مراتب عالیہ کو زیب دیتی ہے۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین [1]

عصمتِ انبیاء سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے افادات ہیں ـــــ "بے شک جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم قبل و بعد بعثت عمداً اور سہواً کفر و ضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں۔ اور وہ نہ صرف ذنوب سے بلکہ ہر اس امر سے جو باعثِ نفرتِ خلق و ننگ و عار و بدنامی ہو۔ اور مذہب صحیح و حق و معتمد پر۔ صغائر سے بھی باجماع اہل سنت معصوم ہیں" (ملخصاً) [2]

قرآن حکیم میں رب غافر و قدیر نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دیا ہے۔ اور ذنب جس کا اردو زبان میں لغوی معنی جرم، قصور اور گناہ ہے اس کی وجہ سے اردو مترجمین قرآن اختلاف و تضاد کا شکار ہوئے۔ بیشتر حضرات نے گناہ، خطا، یا قصور کا ترجمہ

---

[1] ص ۱۱۶۔ تکمیل الایمان اردو ترجمہ از اقبال احمد فاروقی۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ جنوری ۱۹۸۰ء

[2] ص ۲۱۸۔ احکام شریعت حصہ سوم۔ ملخصاً۔ نذیر پبلشر۔ اردو بازار لاہور۔

کیا ہے۔ جن میں فتح محمد جالندھری، محمود الحسن دیوبندی، اشرف علی تھانوی، ابو الاعلیٰ مودودی، عبد الماجد دریابادی اور وحید الدین خاں سرفہرست ہیں۔

ان کے ان ترجموں کی وجہ سے اردو داں اہل ایمان کے قلوب کو ٹھیس پہونچ رہی ہے اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ معتمد مفسّرین و علماء کرام کی تحریروں کی روشنی میں ان تراجم کا جائزہ لیا جائے اور حقیقت حال کو عقائد و تفاسیر معتبرہ کی روشنی میں واضح و مبرہن کر دیا جائے۔ لہٰذا آپ اس سلسلے میں دو متعلقہ آیات اور ان کے وہ تراجم پہلے ملاحظہ فرمالیں جن میں صحیح اور راجح تفسیر کی خصوصی رعایت کی گئی ہے اور عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بظاہر بھی کسی طرح کی آنچ نہیں آنے دی گئی ہے۔

۱۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ (سورۃ محمد۔ آیت ۱۹)

اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (کنز الایمان۔ از حضرت مولانا احمد رضا بریلوی)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں "یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں۔ (خزائن العرفان)

حضرت مولانا سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں "اور مغفرت چاہو اپنوں کی اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی۔ (معارف القرآن)

مولانا محمد کرم شاہ ازہری نے مذکورہ آیت کریمہ کا ترجمہ کیا ہے "اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لئے۔" (ضیاء القرآن جلد چہارم)

اور خود اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کئے ہیں۔

۱۔ استغفر اللہ ان یقع منک ذنب۔ یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ میں نے ترجمہ اس کے مطابق کیا ہے۔

۲۔ استغفر لیعصمک من الذنوب۔ یعنی استغفار کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ (ضیاء القرآن جلد چہارم)

۲۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۱-۲)

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے۔

(کنز الایمان از حضرت مولانا احمد رضا بریلوی)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔ اور تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔ (خازن و روح البیان۔ خزائن العرفان)

حضرت مولانا سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ بے شک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح تاکہ بخش دے تمہارے سبب سے اللہ جو پہلے ہوئے تمہارے اور جو پچھلے ہیں اور پوری فرمادے اپنی نعمت تم پر۔ (معارف القرآن)

حضرت مولانا محمد کرم شاہ ازہری نے آیاتِ مذکورہ کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تاکہ دور فرمادے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔ اور مکمل فرمادے اپنے انعام کو آپ پر۔

(ضیاء القرآن جلد چہارم)

یہاں ذنب بمعنی الزام کی تائید کے سلسلے میں مولانا کرم شاہ ازہری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے دعوتِ حق دو تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ وَلَھُمۡ عَلَیَّ ذَنۡۢبٌ فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ (الشعراء۔ آیت ۱۴) ترجمہ۔ انہوں نے مجھ پر الزامِ قتل لگا رکھا ہے پس مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کردیں گے۔

اس آیت میں ذنب کا معنی گناہ نہیں بلکہ الزام ہے کیوں کہ آپ نے اپنے امتی کے بچاؤ کے لئے یہ اقدام کیا تھا۔ آپ کا ارادہ قتل کرنے کا ہرگز نہ تھا اور نہ عام طور پر مُکا لگنے سے موت واقع ہوتی ہے۔

ان آیات کے سیاق وسباق کو مدِنظر رکھا جائے تو یہی معنی (الزام) یہاں موزوں اور

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ غَفَرَ کا معنی چھپا دینا، دور کردینا۔ مَا تَقَدَّمَ سے مراد ہجرت سے پہلے اور مَا تَاَخَّرَ سے مراد ہجرت کے بعد۔

یعنی اے حبیب! جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہے ہیں۔ اس فتح مبین سے وہ سارے نیست ونابود ہوجائیں گے اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ (ضیاء القرآن جلد چہارم)

ماضی قریب کے ایک عرب عالم استاد محمد مصطفیٰ المراغی (متوفی ۱۹۴۵ء) سورۂ محمد میں ذنب کی نسبت امت کی طرف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (وَاسۡتَغۡفِرۡ لِذَنۡۢبِکَ) المراد بہ الامۃ[۱] اس سے مراد آپ کی امت ہے۔

یہی بات عاشق رسول، علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی (م ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء بیروت) بھی فرماتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ ہر طرح کے گناہ سے معصوم ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ، قصداً ہو یا سہواً۔

جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔ علامہ (تقی الدین) سبکی نے فرمایا میں نے جب اس آیت کے سیاق وسباق پر غور کیا تو مجھے ایک ہی بات نظر آئی اور یہ کہ اس کے اندر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان ہے۔ کسی گناہ کا وجود ہی نہیں۔

مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے چاہا کہ بندوں پر جتنے اخروی انعامات ہوئے ہیں وہ سب ایک آیت میں جمع کردیے جائیں۔ الخ[۲]

اور دور حاضر میں حجاز مقدس کے شیخ الاسلام سید محمد بن علوی مالکی مکی زیر آیت لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ تحریر فرماتے ہیں۔ میری نظر میں اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کا حکم دینا اور آپ کا اللہ کے حضور ہر وقت بخشش طلب کرنا آپ کا کمالِ تواضع ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ کامل بندگی کے اقرار، اللہ سے حاجت مندی، فضلِ خداوندی سے مستغنی نہ ہونے، اور اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر گھمنڈ نہ کرنے کا درجۂ کمال ہے۔

---

[۱] ص ۲۸۵ تفسیر المراغی جزء ۲۶۔ مطبوعہ مصر۔ [۲] ترجمہ جواہر البحار جزء اول از علامہ نبہانی۔

اور یوں لگتا ہے کہ جیسے بزبان حال یہ کہہ رہے ہوں کہ میں اللہ کی بارگاہ سے نعمتوں، درجاتِ بلند اور اعلیٰ مقامات پانے کے باوجود مسلسل اس کے حضور فضل طلب کرتے رہنے میں مشغول رہوں گا۔ اس کی وسعتوں کی طرف بڑھوں گا۔ اس کے دروازے پر کھڑا رہوں گا۔ بھلائی کے کاموں میں لگا رہوں گا۔ اور اس کی فیاضیوں کی طرف سبقت کروں گا۔[1]

ذنب کی تفسیر کے سلسلے میں راقم سطور نے تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر کبیر، تفسیر جلالین وغیرہ کا مطالعہ کیا۔ چنانچہ زیر آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ تفسیر خازن میں ہے۔

امر الله عز وجل نبیه صلی الله علیه وسلم بالاستغفار مع انه مغفور له لِيَتَسَنَّ به امته و لیقتدوا به فی ذالك ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل فی معنی الآیة استغفر لذنبك ای ذنوب اهل بیتك (وللمومنین وللمومنت) یعنی من غیر اهل بیته[2]

ترجمہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رحمت سے نوازے ہوئے ہے اس کے باوجود آپ کو استغفار کا حکم صرف اس لئے دے رہا ہے کہ آپ کی امت آپ کے طریقۂ استغفار کو اپنائے۔

آیت واستغفر لذنبك کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بیت و دیگر افراد کے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔

ماتقدم من ذنبك کے سلسلے میں جلالین شریف کے اندر یہ کہا گیا ہے ھو مؤول لعصمة الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب واللام للعلة الغائیة فمدخولها مسبب لا سبب[3]

ذنب کی یہاں تاویل کی جائے گی کیوں کہ دلیل قطعی سے انبیاء کرام کا معصوم عن الخطاء ہونا ثابت ہے۔ لام یہاں علت غائی کے لئے ہے اور وہ مسبب پر داخل ہے سبب پر نہیں۔

شیخ احمد صاوی فرماتے ہیں۔ ای اسناد الذنب له صلی الله علیه وسلم مؤول

[1] ص ۱۷۲۔ الانسان الکامل از سید علوی مالکی۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور۔
[2] تفسیر خازن ص ۱۳۹۔ نعمانی کتب خانہ لاہور۔ [3] ص ۰، ۱۵۔ جلالین۔ قدیمی کتب خانہ۔ کراچی۔

مابان المراد ذنوب امتك اوھو من حسنات الابرار سیئات المقربین[1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذنب کی جو نسبت ہوئی ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ یا تو امت کے گناہ یا اس سے حسنات الابرار سیئات المقربین مراد ہیں۔

ذنب کی نسبت رسول اللہ کی طرف کرنے سے آپ کے دامن عصمت پر کوئی داغ نہ آئے۔ اس کے لئے مفسرین نے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ مثلاً۔

ذنب سے مراد خلاف اولیٰ ہے۔ وہ فعل نہ گناہ صغیرہ ہے نہ خلاف اولیٰ لیکن عظمت و منزلت رسول کے پیش نظر اسے ذنب کہہ دیا گیا۔ غفر بمعنی چھپانا۔ اللہ نے آپ کا اس طرح تحفظ کیا ہے کہ آپ معصوم ہیں، نہ پہلے کوئی گناہ ہوا نہ بعد میں ہوگا۔ بالفرض سہواً بھی کوئی بات آپ سے ہو جاتی تو اللہ اسے معاف کر دیتا آپ کو تو مغفرت عام حاصل ہے۔

سہو و نسیان سے متعلق سید محمد بن علوی مالکی مکی ایک بڑی فیصلہ کن بات کہتے ہیں۔

اکثر علماء امت آپ کے ان غیر تبلیغی امور دینیہ اور اذکار قلبیہ میں آپ سے سہو و نسیان کے سرزد ہو جانے کے قائل ہیں جن کی پیروی کا آپ نے حکم نہیں دیا۔ مگر ان امور میں بھی آپ سے بار بار اور مسلسل سہو ہو جانے کو جائز نہیں سمجھا گیا کبھی کبھی ایسا ہو جائے تو اس کے ہونے پر اتفاق ہے عارفین اور اہل قلوب و مقاماتِ صوفیہ کا مسلک یہ ہے کہ آپ سے کسی قسم کا سہو صادر نہیں ہوا۔ رضی اللہ عنہم۔ (الانسان الکامل)

مغفرت ذنب سے متعلق محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔ فالناس امته من آدم الی یوم القیامة فبشره الله بالمغفرة لما تقدم من ذنوب الناس وما تاخر منهم فكان هو المخاطب والمقصود الناس فیغفر الله للكل[2]

زمانہ حضرت آدم سے یوم قیامت تک پیدا ہونے والے سبھی انسان آپ کی امت ہیں۔ اسی لئے اللہ نے سبھی انسانوں (اہل ایمان) کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی مخاطب تو آپ ہیں مگر مقصود دوسرے لوگ ہیں اور اللہ سب کی مغفرت فرمائے گا۔

اس سے پہلے فرما چکے ہیں۔ وقد ثبتت عصمته فلیس له ذنب یغفر فلم یبق

[1] ص ۸۔ تفسیر صاوی جلد ۴۔ طبع مصر۔ [2] ص ۱۳۹۔ جلد دوم الفتوحات المکیہ۔ دار صادر بیروت۔

اضافة الذنب الیہ الا ان یکون ھو المخاطب و القصد امتہ[۱]

آپ کی عصمت متحقق ہے اس لئے آپ کا کوئی ایسا گناہ ہو ہی نہیں سکتا جس کی بخشش کی جائے۔ اس لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آپ کی طرف جو اضافتِ ذنب ہے اسے یہ سمجھا جائے کہ مخاطب تو آپ ہیں مگر مقصود آپ کی امّت ہے۔

جن مفسّرین و مترجمین قرآن نے لیغفر لک اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ میں ذنب سے ذنبِ امت مراد لیا ہے اور لکَ ضمیر خطاب کے ساتھ لام کو برائے تعلیل مانا ہے ان کی طرف سے ترجمانی کرتے ہوئے امام احمد رضا فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں۔

اللام فی لک للتعلیل و اضافة الذنب لادنیٰ ملابسة ای لیغفر اللہ بسببك وبجاھك ماتقدم من ذنوب اھلك ومعاصیھم الخ[۲]

لک کے اندر لام برائے تعلیل ہے اور ذنب کی اضافت محض ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ کے سبب سے اور آپ کی عظمتِ مقام کی وجہ سے آپ کے اہل خانہ کے ذنوب و معاصی کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ الخ (جملہ اہل ایمان جو اگلے پچھلے ہیں ان سب کی مغفرت آپ کے سبب سے ہو گی)۔

احادیث میں مغفرتِ ذنب کی مراد

پاکستان کے ایک معروف عالم مولانا غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی نے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے،

"متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ اس آیت میں آپ کی مغفرت کا اعلان ہے اور امت کی مغفرت مراد نہیں ہے اور صحابہ کرام نے آپ کے سامنے یہ مطلب بیان کیا اور آپ نے اس مطلب کی توثیق کر دی اس لئے اس آیت سے امت کی مغفرت مراد لینا صحیح نہیں ہے"[۳]

---

[۱] ص ۱۳۸۔ الفتوحات المکیہ جلد دوم۔ [۲] الفیوضات الملکیۃ ص ۴۴ مکتبہ رضویہ۔ آرام باغ۔ کراچی

[۳] ص ۹۸ کتاب الصیام شرح مسلم جلد ثالث ترجمہ غلام رسول سعیدی۔ فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور طبع اول ۱۹۸۹ء

اس کے بعد مولانا سعیدی نے چار حدیثیں پیش کی ہیں جنہیں ہم انہیں کے ترجمہ کے ساتھ نقل کر رہے ہیں۔ پہلی اور چوتھی حدیث مکمل اور دوسری و تیسری حدیث کا ضروری حصہ یہاں منقول ہے۔

۱۔ عن عائشة قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امرھم من الاعمال مایطیقون قالوا انا لسنا کھیئتك یارسول اللہ ان اللہ قد غفر لك ما تقدّم من ذنبك و ما تاخّر. فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجھہ. ثم یقول ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۷، مطبوعہ کراچی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کو کسی عمل کا حکم دیتے تو ایسے عمل کا حکم دیتے جس کو وہ آسانی سے کر سکیں (یعنی مشکل اور دشوار عبادتوں کا حکم نہ دیتے) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کی مثل نہیں۔ لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے (یعنی آپ کے لئے تو قلیل عبادت کافی ہیں ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے حتیٰ کہ آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا تم سب سے زیادہ متقی اور تم سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھنے والا میں ہوں۔ (لہٰذا مجھ سے زیادہ عبادت کی کوشش مت کرو)

۲۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ نے ایک صحابی کے سلسلے میں روایت کی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ پوچھا جس کا آپ نے جواب عنایت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ قد غفر اللہ لك ما تقدّم من ذنبك وما تاخّر فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما واللہ انی لاتقاکم واخشاکم لہ۔ (ص ۳۵۳ صحیح مسلم اول مطبوعہ کراچی ۱۳۷۵ھ)

یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، سنو خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔

۳۔ حضرت عائشہ نے ایک صحابی کے سلسلے میں روایت کی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایک مسئلہ پوچھا جس کا آپ نے جواب عنایت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔

لست مثلنا یا رسول اللہ! قد غفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال واللہ انی لارجوان اکون اخشاکم للہ و اعلمکم بما اتقیٰ۔

(ص ۳۵۴ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ کراچی ۱۳۷۵ھ)

یا رسول اللہ آپ ہماری مثل کب ہیں؟ لاریب اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور جن چیزوں سے بچنا چاہئے ان کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

۴۔ عن المغیرة قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ. فقیل له لِمَ تصنع هذا وقد غفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر. فقال افلا اکون عبداً شکوراً. (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اس قدر قیام کیا کہ پاؤں مبارک میں ورم آگیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں؛ حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ پہلی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

واضح ہو کہ جمہور مفسرین و محدثین و ائمۂ دین اس امر پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ تفسیرات احمدیہ میں آیت لاینال عهدی الظلمین کے تحت لکھا ہے کہ:

لا خلاف لاحد فی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لم یرتکب صغیرة و لاکبیرة طرفة عین قبل الوحی وبعده. کما ذکره ابو حنیفة فی الفقه الاکبر۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحہ کے لئے بھی قبل نبوت و بعد نبوت کسی صغیرہ و کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کیا جیسا کہ فقہ اکبر میں سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی ہے۔

نیز علامہ قاضی عیاض، ابو اسحٰق و علامہ تقی الدین سبکی و دیگر علماء و ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام سے کوئی گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، سہواً ہو یا عمداً صادر نہیں ہوا۔ چنانچہ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر کے علماء نے متعدد معنی لئے ہیں۔

۱۔ علامہ سبکی و شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس معنی کی تحسین و تعریف کی کہ آیت کسی لغزش یا گناہ کے وقوع کی اطلاع نہیں دیتی بلکہ از راہِ تکریم و تشریف یہ فرمایا گیا کہ اگر کسی گناہ کا امکان بھی فرض کر لیا جائے تو وہ بھی بخش دیا گیا وہ کہتے ہیں مقصود کلام اثباتِ ذنب یا اس کا غفران نہیں بلکہ اس سے مطلقاً نفی ذنب مراد ہے۔

۲۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ازلی و ابدی طور پر گناہوں سے پاک و منزّہ ہیں۔

۳۔ بعض مفسّرین نے کہا کہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کے صدقہ میں امت کی بخشش کا اعلان ہے۔ (عینی جلد اول ص ۱۹۵)

بعض نے کہا کہ ذنب سے مراد ترک اولیٰ ہے۔ یعنی افضل کی بجائے فاضل کو اختیار کرنا۔ اور یہ بات انبیاء کی جلالتِ شان کی وجہ سے ان کے حق میں گویا ذنب ہے۔ اس آیت میں اسی کی بخشش کا اعلان ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین (عینی جلد اول ص ۱۹۵)

۴۔ علامہ قاضی عیاض نے لفظ مغفرت کو تبریہ از عیوب کے معنی میں لیا ہے الخ [1]

چند سطروں کے بعد لفظ ذنب کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

اب آیت کے لفظ ذنب پر غور کیجئے۔

معصیت:۔ اس نافرمانی کو کہتے ہیں جس میں قصد و ارادہ ہو۔ المعصیة عدول عن الحکم، انحراف من الطاعة، مخالفة للامر۔

خطا:۔ صواب کی ضد ہے اس کے معنی نادرست کے ہیں۔

اور **ذنب**:۔ جس کے معنی دُم ہیں تو اشتقاق اوسط کے اصول پر ذنب بفتح و سکون ثانی کے معنی بھی متبادل ہو جاتے ہیں۔ یعنی ہر وہ الزام جو کسی پر لگایا جائے۔

---

[1] ص ۱۶۱ فیوض الباری فی شرح البخاری کتاب الایمان حصہ اول۔ مکتبہ رضوان۔ لاہور۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ آئے ہیں۔ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۔ انہوں نے مجھ پر ایک الزام لگایا ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

یہاں ذنب بمعنی الزام ہے اور غفر کے معنی مٹانے اور چھپانے کے آئے ہیں۔ لہٰذا جب آیت مذکورہ میں لفظ معصیۃ نہیں آیا ہے تو ایسی صورت میں کیا ضروری ہے کہ یہاں ذنب کے معنی گناہ کے لئے جائیں۔

پس اس تشریح کی روشنی میں ذنب کے معنی الزام کے ہیں۔ غفر کے معنی مٹانے کے۔ ماتقدم سے مراد وہ الزامات ہیں جو کفار نے حضور علیہ السلام پر قبل ہجرت لگائے۔ یعنی یہ کاہن ہیں، شاعر و ساحر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور ماتاخر سے مراد وہ اتہامات ہیں جو انہوں نے حضور علیہ السلام پر بعد از نبوت لگائے کہ یہ فسادی ہیں، مکہ کو اجاڑنے والے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈالتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ (معاذ اللہ)...

آیت کی یہ توجیہ بہت ہی نفیس ہے اور اس توجیہ پر فتح مبین اور مغفرت ذنب کے درمیان نہایت نفیس مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ آیت کا مفہوم یہ ہے۔

ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ نے آپ کے لئے پہلے اور پچھلے الزامات و اتہامات کو مٹا دیا[1]

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے آیت کا ترجمہ کرتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو آج سے پہلے اور آج کے بعد بھی گناہ سے محفوظ رکھا" اور تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صحابہ نے اپنے شوق عبادت سے عرض کیا کہ آپ تو معصوم ہیں۔ ہم معصوم نہیں، اس لئے ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیئے۔ اس پر آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ پھر آپ نے ذنب کا معنی گناہ اور الزام دونوں بتا کر اس کی تحقیق کی۔ اور آخر میں لکھا "ص ۸۵ قسطلانی میں ہے ای حال بينك وبين الذنوب فلا تاتيها لان الغفر الستر۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کے اور گناہوں کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس لئے آپ سے گناہ صادر نہ ہوا[2]

---

[1] ص ۶۲ فیوض الباری حصہ اول۔ [2] ص ۲۷۷ نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد اول برکاتی پبلشرز۔ کھارادر۔ کراچی۔

پیش کردہ قدیم و جدید تفاسیر و تشریحات کا خلاصہ اس طرح کیا جا سکتا ہے۔

خلاصۂ تفاسیر ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے خلاف اولیٰ عمل کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔

۲۔ بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر درحقیقت امت محمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے اس کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے امت کے اگلے پچھلے گناہوں کے مغفرت کی بشارت دی گئی ہے۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قبل ہجرت و بعد ہجرت عائد ہونے والے الزامات کو مٹا دینے کی بشارت دی گئی ہے۔

جن جن علماء و مفسرین نے ان تفاسیر میں سے جو تفسیر اختیار کی ہے اسے اپنے نزدیک انہوں نے بہتر سمجھا اور اس کے دلائل بھی دیئے ہیں۔

مذکورہ چار احادیث کا مطلب

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ کی مذکورہ تفاسیر میں جو جس کے نزدیک بہتر ہے اس کے مطابق اس کے نزدیک ان احادیث کا مطلب بھی ہوگا۔ مثلاً:

جن مفسرین و مترجمین کے نزدیک اس آیت کا یہ معنی ہوگا کہ "تاکہ اللہ آپ کے سبب آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے" وہ یہ مطلب بتلائے گا کہ صحابہ کرام کی مراد یہ ہے کہ یا رسول اللہ آپ کی اللہ کے نزدیک تو وہ رفعت و منزلت ہے کہ اس نے آپ کے صدقے میں آپ کی امت کے گناہ بخش دینے کی بشارت دے دی اس لئے آپ کی بات ہی کیا۔ فکر اور تشویش تو ہم امتیوں کو ہونی چاہیئے۔ ان کے اس خیال کا جواب حضور نے اس طرح دیا کہ میں تو تم سب سے زیادہ اس کو جاننے والا اس سے ڈرنے والا ہوں۔ اور کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ اس نے میرے اوپر اتنا انعام و اکرام فرمایا کہ میری امت کے اگلے پچھلے گناہ اس نے بخش دئے۔ جذبۂ احسان شناسی و شکرگزاری کی وجہ سے مجھے تو اس کی تم سب سے زیادہ ہی عبادت کرنی ہے۔

مولانا سعیدی کا اس تفسیر و تشریح پر یہ اعتراض کرنا کہ:

"دنیا میں مغفرت کی بشارت کا حصول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جو تمام نبیوں اور رسولوں میں صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اور یہ آپ کی بہت بڑی خصوصیت ہے۔ اور اس تقدیر پر یہ آپ کی فضیلت نہیں رہتی بلکہ آپ کے اگلوں پچھلوں کو یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ دنیا میں ان کی مغفرت کی نوید سنا دی گئی ہے[1]

یہ کوئی مستحکم عقلی خدشہ نہیں کیوں کہ حضور کی صرف یہی ایک فضیلت و خصوصیت نہیں بلکہ وہ بے شمار فضائل و خصوصیات کے حامل ہیں۔ اور کیا عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس دنیا میں ہی مغفرت کی نوید نہیں سنا دی گئی؟

اور جس کو بھی نویدِ مغفرت ملی کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں نہیں ملی؟ تو مرکزِ خصوصیت و مرجعِ فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہوئی۔

اسی طرح مولانا سعیدی کا یہ سوال کہ:

اگر اگلوں پچھلوں اور امت کی مغفرت کردی گئی ہے تو کیا اگلوں پچھلوں اور امت سے ان کی بداعمالیوں کا محاسبہ اور مواخذہ اور ان میں سے بعض کو عتاب اور عذاب نہیں ہوگا۔۔۔؟ اور اگر یہ مطلب بیان کیا جائے گا کہ انجام کار ان کی مغفرت ہو جائے گی اور وہ سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں گے تو یہ کوئی ایسی فضیلت کی بات نہیں جو آپ کی بدولت اور آپ کے سبب سے اگلوں پچھلوں اور امت کو حاصل ہو۔ کیوں کہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہو اس کی بہر حال نجات ہو جائے گی[2]

اس کا جواب یہ ہے کہ اگلوں پچھلوں کا حساب و کتاب اور ان کی نجات و مغفرت پہلے یا بعد میں ہوگی یہ سب رحمتِ خداوندی پر موقوف ہے۔ جیسا کہ انبیاء و مرسلین و صلحاء امت کی شفاعت کا معاملہ ہے کہ وہ اسے جب اور جس طرح چاہے گا قبول فرمائے گا۔ اور خود حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کے نزدیک مقبول الشفاعۃ ہیں ان کی شفاعت بھی رحمتِ خداوندی پر موقوف ہوگی۔ لہٰذا عام اذہان ہی اس سوال سے کچھ متاثر ہو سکتے ہیں۔ اہل علم پہلی ہی نظر میں اسے بے وزن قرار دیں گے۔

مذکورہ چاروں خلاصۂ تفاسیر میں سے نمبر ۳ کے بارے میں مولانا سعیدی کا یہ غیر علمی اور

[1] ص۔۔ شرح صحیح مسلم جلد ثالث از غلام رسول سعیدی۔ [2] ص۔۔ شرح صحیح مسلم جلد ثالث۔

غیر سنجیدہ تبصرہ کہ ——— "یہ تفسیر احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے اور عقلاً بھی مخدوش ہے[1] جس جارحانہ تیور کا آئینہ دار ہے اسے موجودہ دور کے وہ جمہور اہل سنت جو امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی، محدثِ اعظم سید محمد جیلانی کچھوچھوی و دیگر متقدم علماء و مفسرین جنہوں نے اس تفسیر کو اختیار کیا یا مختلف تفاسیر کے ساتھ ایک تفسیر کے طور پر اسے بھی نقل کیا مثلاً علامہ بدرالدین عینی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ صاوی، محی الدین ابن عربی، علامہ سبکی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان پر کتنا زبردست اور ناروا حملہ ہے۔

ایسے دور میں جب کہ "تحفظ توحید" کے نام پر "تنقیصِ رسالت" کی شرانگیز مہم چلائی جارہی ہو کیا یہ بات عقلی طور پر قابل قبول نہیں کہ ترجمہ قرآن کے اندر اس کی احتیاط برتی جائے کہ کسی جدید موحد کو بارگاہ رسالت میں انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے؟

واضح رہے کہ مولوی سرفراز گکھڑوی نے "تنقید متین" نامی اپنی کتاب میں جب کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (از امام احمد رضا فاضل بریلوی) اور خزائن العرفان فی تفسیر القرآن (از صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی) پر لغو و مہمل اعتراضات کیے تو مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے توضیح البیان کے نام سے ایک وقیع کتاب لکھ کر ان اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیا تھا۔ اور وہ اس میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اور راقم الحروف چوں کہ صدر الافاضل کے مسلک سے وابستہ ہے اور نعیمی سلسلہ سے مستفیض ہے لہٰذا اس سلسلہ کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے میری بھی ذمہ داری تھی کہ اس کتاب کے جواب میں قلم اٹھاؤں۔ چنانچہ میں نے حضرت صدر الافاضل کی معنوی امداد سے اس کتاب کا جواب لکھنا شروع کیا اور انہیں کی روحانی اعانت سے یہ کتاب پایۂ تکمیل تک پہنچی[2]

مولانا سعیدی کنزالایمان کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کے علمی کارنامے یوں تو ان گنت اور بے شمار ہیں، لیکن جو خصوصیت آپ کے ترجمہ قرآن کو حاصل ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ یہ ترجمہ تمام تفاسیر

[1] ص ۹۸ شرح صحیح مسلم جلد ثالث۔
[2] ص ۲۳ توضیح البیان از مولانا غلام رسول سعیدی، طبع جنوری ۱۹۸۹ء، حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور

معتبرہ کا خلاصہ ہے۔ آسان اور سادہ عبارت کی صورت میں حقائق و معارف کے خزینے سمو کر رکھ دیئے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات پر جو بظاہر اعتراضات ہوئے ہیں ترجمہ کی خوبی سے وہ دُور ہو جاتے ہیں۔

اس ترجمہ میں رازی کی موشگافیاں ہیں، غزالی کا تصوف ہے، جامی کی وارفتگی ہے، نعمان کا تفقہ ہے، آلوسی کی ژرف بینی ہے [1]

اس ترجمہ و تفسیر کو پڑھ کر قاری کے دل میں جو تاثر پیدا ہوتا ہے اس کی عکاسی کرتے ہوئے مولانا سعیدی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ کا سچا شیدائی اور آپ کا صادق امتی جب اس ترجمہ و تفسیر کو پڑھتا ہے تو نعت رسالت کی شمیم سے دماغ مہک اٹھتا ہے۔ پیمانۂ دل محبتِ رسالت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ رُوح جھوم جاتی ہے۔ اور رگ و پے میں عشق رسول خون بن کے دوڑنے لگتا ہے" [2]

یہاں اپنی طرف سے کچھ نہ کہہ کر ہم مولانا سعیدی کے انہیں گراں قدر تاثرات کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حقیقت فہمی اور حقیقت نگاری کی توفیق عطا فرماتے ہوئے مسلکِ عشق و عرفان پہ قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہِ حبیبہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

پیش کردہ

امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس

اداری ہوٹل لاہور۔ ۱۳ر ستمبر ۱۹۹۱ء

---

[1] ص ۲۰۔ توضیح البیان۔ [2] ص ۳۲۔ توضیح البیان

رابطہ کا پتہ: رضوی کتاب گھر ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶ فون نمبر ۳۲۸۳۱۸۲

Rs. 15=00